امام احمد رضا
اور
علمائے لاہور
ڈاکٹر مجید اللہ قادری

اِمام احمد رضا

اور

عُلمائے لاہور

ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ایم۔ ایس۔ سی، ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

(گولڈ میڈلسٹ)

نام کتاب	امام احمد رضا اور علماء لاہور
نام مصنف	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
مقدمہ	مولانا پیرزادہ افضل احمد فاروقی
ناشر	چوہدری غلام رسول - میاں جواد رسول
سن اشاعت	1420ھ / 1999ء
تعداد	1100 سو
پرنٹرز	حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز لاہور
قیمت	60 روپے

ملنے کا پتہ

ملت پبلی کیشنز - فیصل مسجد اسلام آباد

المختار پبلی کیشنز - 25 - جاپان فیشن رضا چوک ریگل صدر کراچی

اسلام بک ڈپو - دوکان نمبر 12 - گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ رضویہ - آرام باغ کراچی

فہرست

فہرست حواشی

پوچھتے کیا ہو، عرش پر یُوں گئے مصطفٰے ﷺ کہ یُوں؟
کیف کے پَر جہاں جلیں، کوئی بتائے کیا کہ "یُوں"!

قصرِ دنیٰ کے راز میں، عقلیں تو گُم ہیں جیسی ہیں
رُوحِ قدس سے پُوچھیے، "تم نے بھی کچھ سُنا کہ یُوں؟"

دل کو ہے فکر کس طرح، مُردے جلاتے ہیں حضور؟
اے مَیں فدا، لگا کر ایک، ٹھوکر اسے بتا کہ یُوں!

باغ میں شُکرِ وصل تھا، ہجر میں "ہائے ہائے گُل"!
کام ہے اُن کے ذکر سے، خیر وہ یُوں ہُوا کہ یُوں!

جو کہے شعر و پاسِ شرع، دونوں کا حُسن کیونکر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ، زمزمۂ رضاؔ کہ یُوں!

عرض ناشر

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی عالم اسلام کی ایک بلند قامت شخصیت ہیں۔ آپ کی دینی خدمات کا اعتراف اپنوں کے ساتھ ساتھ غیر بھی کرتے ہیں۔ آپ نے زندگی کے ۵۵ سال قلمی رشحات رقم کرنے میں صرف کیے اور اتنا کچھ لکھا کہ اب کئی ادارے مل کر اس کام کو سمیٹنا چاہ رہے ہیں لیکن ابھی عشر عشیر بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کی علمی شہرت آپ کی حیات میں سارے عالم میں پھیل چکی ہے یہی وجہ ہے کہ دور دراز سے عام لوگوں کے علاوہ ممتاز علما و فقہا بھی آپ ہی کی طرف رجوع فرماتے۔ آپ کی حیات میں لاہور، دہلی، بدایوں اور حیدر آباد جیسے علاقوں میں امام احمد رضا کے ہم عصر جید فقہا کرام خدمت دین انجام دے رہے تھے مگر علماء و مشائخ اور عوام کو جب بھی مشکلات درپیش آئیں تو انہوں نے آپ ہی کی طرف رخ کیا۔ چنانچہ لاہور اور اس کے اردگرد کے علاقوں سے بھی متعدد استفتاء بریلی شریف بھیجے گئے اور امام اہلسنت نے ان سب کا تسلی بخش جواب مرحمت فرمایا جس کو پڑھ کر علماء عش عش کر اٹھے اور ہزاروں دعاؤں سے نوازا۔ لاہور کی تاریخی سرزمین کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ایک موقعہ پر انجمن نعمانیہ لاہور کی دعوت پر اعلیٰ حضرت یہاں تشریف بھی لائے اور اسی موقعہ پر ڈاکٹر محمد اقبال سے آپ کی بالمشافہ ملاقات بھی ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے دونوں صاحبزادگان بھی برابر لاہور تشریف لاتے رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی میں

ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں اور ساتھ ہی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے سیکریٹری جنرل بھی ہیں۔ پروفیسر صاحب نے پاکستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے علماء و فقہا مشائخ عظام کے امام احمد رضا بریلوی سے تعلقات پر تحقیق کا ایک سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اور اس موضوع سے متعلق کئی مقالات سپرد قلم کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۹۶ء میں "امام احمد رضا اور علماء لاہور" کے عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ تحریر کیا تھا جو "معارف رضا" کے شمارہ ۱۶، ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ آپ نے اس مقالے میں مزید اضافہ فرمایا ہے اور اب اس کو کتابی شکل دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے احقر کو مقالے کی اشاعت کی سعادت بخشی۔ الحمدللہ اس مقالے کو لاہور سے شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ ہم اس کی اشاعت پر نازاں ہیں کہ اس نوعیت کا رسالہ لاہور سے پہلی بار شائع ہو رہا ہے۔ احقر جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا بھی ممنون ہے کہ انہوں نے اس پر مقدمہ لکھ کر ڈاکٹر صاحب کو شکریہ کا موقعہ دیا اور آخر میں ڈاکٹر صاحب کے شکریہ کے ساتھ ہم اس کو لاہور سے شائع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ شہریان لاہور اس کی پذیرائی فرمائیں گے۔

احقر۔ شہباز رسول

عرض مولف

امام احمد رضا اور علماء لاہور احقر کا تیسرا کتابی صورت میں رسالہ ہے۔ اس سے قبل "امام احمد رضا اور علماء سندھ" اور "امام احمد رضا اور علماء ریاست بہاولپور" شائع ہو چکے ہیں۔ اس کی اشاعت کا بندوبست ہمارے ایک کرم فرما محترم جناب شہباز رسول سلمہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس رسالے کی تیاری کے سلسلے میں احقر نے تین سال قبل شہر لاہور کا دورہ بھی کیا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہو سکیں اور خصوصیت کے ساتھ انجمن نعمانیہ کی نسبت سے معلومات حاصل کرنا تھیں اس سلسلے میں مخدوم و محترم جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی نے میری بہت مدد فرمائی اور خود اپنے ساتھ مدرسہ انجمن نعمانیہ لے گئے۔ وہاں پورا دن صرف کیا۔ لائبریری دیکھی اور مفید معلومات حاصل کیں۔ اس کے علاوہ شہباز رسول صاحب کئی مزاروں اور تاریخی مساجد لے گئے جہاں سے معلومات حاصل ہوئیں۔ احقر ان دونوں حضرات کا انتہائی مشکور ہے ساتھ ہی صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جناب صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب کا بھی ممنون ہے کہ انہوں نے احقر کے مقالے کو پڑھا اور مفید مشورہ سے نوازا۔

آخر میں اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر انجمن نعمانیہ لاہور کی لائبریری میں موجود کتب اور بالخصوص رسالہ انجمن نعمانیہ کی فائل کا مطالعہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کئی نام اور سامنے آئیں گے جنہوں نے اعلیٰ حضرت سے استفسار کیا ہوگا اس لئے یہ مقالہ ابھی نامکمل ہے۔ امید ہے کہ کوئی اور اسکالر اس کام کو ضرور آگے بڑھائے گا۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری

انتساب

بنام

حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی

جن کے دو عظیم کارنامے

(۱) جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اور

(۲) رضا فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام جدید

"فتاویٰ رضویہ" کی اشاعت

رہتی دنیا تک روشنی پھیلاتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی نورانیت اور روحانیت میں مزید اضافہ کرے۔

آمین

احقر مجید اللہ قادری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (ایم - اے)

لاہور صدیوں سے علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے اس شہر کو اہل اللہ نے اپنی کوششوں سے رشد و ہدایت کا مسکن بنا دیا۔ پھر اہل علم و فضل نے اس شہر کو علم و دانش کا سرچشمہ بنا دیا۔ اکثر مشائخ عظام نے اس شہر کو "قطب الارشاد" کے نام سے یاد کیا ہے۔ خاک لاہور کو اقطاب و اوتاد نے اپنا مسکن بنا کر روحانیت کا مرکز بنا دیا۔ یہ شہر زمانہ قدیم سے مغربی سمت سے آنے والے لشکروں اور فاتحین کا کھلا دروازہ رہا ہے اور برصغیر میں قدم رکھنے والے فاتح اسی سرزمین سے گزر کر آگے بڑھتے رہے ہیں۔

ہزاروں بار گزرے ہیں اٹالے بارگاہوں کے
قدم چومے ہیں اس مٹی نے اکثر بادشاہوں کے
کبھی تیمور نے روندا کبھی بابر نے ٹھکرایا
مگر اس خاک کی عالی وقاری میں نہ فرق آیا

یہ عالی وقار شہر حوادث زمانہ کے طوفانوں کی زد میں بھی رہا اور علمی اور روحانی بارگاہوں کا مرکز بھی رہا۔ آج سے سو سال قبل انگریز کے قاہرانہ اقتدار کے باوجود لاہور اہل علم و فضل کی روشنیوں سے درخشاں

رہا۔ یہاں ے علماء و مشائخ کے چرچے صرف برصغیر میں ہی نہیں بلکہ چار دانگ عالم میں تھے۔ لوگ دور و نزدیک سے جوق در جوق آتے اور یہاں کے علمی خزینوں سے جھولیاں بھر بھر کو لوٹتے۔

لاہور کے علمائے اہلسنت آفتاب و مہتاب بن کر اہل اسلام میں روشنیاں پھیلا رہے تھے مگر خود ان کی اعتقادی اور نظریاتی تشنگی دور کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا چشمہ علم و فضل رواں دواں تھا۔ لاہور کے اکثر علمائے کرام اپنے دینی مسائل کے حل کے لئے فاضل بریلوی کی طرف ہی رجوع کرتے تھے اور اعتقادی مشکلات کو دور کرنے کے لئے آپ سے رابطہ قائم کرتے تھے۔

ہم آج سے سو سال پہلے کے لاہور کی بات کر رہے ہیں۔ جب اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد مائتہ حاضرہ امام اہلسنت و جماعت مولانا الشاہ احمد رضا خاں قادری رحمتہ اللہ علیہ (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) بریلی میں مسند ارشاد پر بیٹھے سارے ہندوستان بلکہ دنیائے عرب و عجم کی راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ لاہور ان دنوں جن مقتدر علماء کرام کا مسکن تھا ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام قادری بھیروی، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا ذاکر حسین بگوی، مولانا محمد شفیق بگوی، مولانا محمد نبی بخش حلوائی (مولف تفسیر نبوی)، مولانا معوان حسین مجددی رام پوری، مولانا محرم علی چشتی، مولانا حکیم مفتی سلیم اللہ خاں صاحب، مولانا اصغر علی روحی، مولانا حاکم علی نقشبندی مجددی، پیر عبدالغفار شاہ کاشمیری، خلیفہ تاج الدین احمد جیسے بلند پایہ حضرات موجود تھے۔ یہ سب حضرات اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے مسند ارشاد کے

مستفیضین میں سے تھے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری (بی-ایس-سی (آنرز)، ایم- ایس- سی (جیالوجی)، ایم- اے، پی-ایچ-ڈی (اسلامک لرننگ) نہ صرف جامعہ کراچی کے شعبہ ارضیات کے استاد ہیں بلکہ علمی حلقوں میں ایک فاضل نوجوان اسکالر ہیں۔ وہ پاکستان کے مختلف خطوں کے علماء کرام جن کے فاضل بریلوی سے علمی روابط رہے ہیں، پر کئی تحقیقی مقالات لکھ کر اہل علم و دانش سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نے ۱۹۹۳ء میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان" کے محاسن پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انہوں نے ایک کتاب "امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور" لکھی پھر اعلیٰ حضرت اور علمائے کراچی پر ایک مقالہ لکھا اور "اعلیٰ حضرت اور مشائخ بھرچونڈی شریف" پر بھی تحقیقی مقالے لکھے۔

اسی انداز میں آپ کا ایک مقالہ "امام احمد رضا اور علمائے لاہور" "معارف رضا" کراچی میں چھپا۔ جسے سنی دانشوروں نے بے حد پسند کیا اور ان تحریروں کے بعد سنی حضرات نے فاضل مقالہ نگار سے اصرار کیا کہ وہ اس مقالہ کو پھیلاتے ہوئے ایک مستقل کتاب لکھیں۔ جس میں علمائے لاہور کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے علمی رابطوں کا تفصیلی جائزہ سامنے آسکے۔ چنانچہ زیر نظر کتاب ایسے ہی اہل علم کے پیہم اصرار اور اشتیاق پر زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہے۔

فاضل مولف ایک محقق اور قد آور اسکالر ہیں۔ خصوصا" آپ کے تحقیقاتی مقالات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حوالے سے خیابان رضویت میں سوسن و یاسمین کی خوشبوئیں سمیٹے خواجہ تا شان رضویت کی

مشام جاں کو معطر کر رہے ہیں۔ اور جہان رضا میں بسنے والے اہل علم ان کے ممنون بھی ہیں اور مفتون بھی۔ زیر نظر کتاب میں بھی آپ نے لاہور کے ان مقتدر علمائے کرام کا ذکر خیر، خیرالاذکار بنا کر پیش کیا ہے جنہوں نے "آفتاب بریلی" کی ضیا باریوں سے اپنے دل و دماغ کو روشن کیا تھا۔ ان علمائے کرام میں ایک ایسا طبقہ پہلی بار متعارف ہو رہا ہے جو انجمن نعمانیہ لاہور کے "دارالعلوم نعمانیہ" سے وابستہ ہے۔ ان "فرزندان نعمانیہ" نے آپ سے علمی راہنمائی حاصل کی اور آپ کے رہنمایانہ کردار سے سارے پنجاب کو متعارف کرایا۔

ہم یہ دلکش منظر کیسے بھلا سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ لاہور سے کوسوں دور بریلی میں جلوہ فرما ہیں۔ اور مسند ارشاد پر بیٹھے مشرق و مغرب کے گوشے گوشے کو یکساں منور فرما رہے ہیں۔ بلوچستان سے لے کر رنگون تک ہر عالم دین پر ان کی نگاہ ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قطب الارشاد لاہور میں "مکتب بریلی" کھلا ہوا ہے۔ کوئی مسئلہ، کوئی معاملہ، کوئی مناظرہ، کوئی مجادلہ جونہی سر اٹھاتا ہے تو اس کا حل بریلی شریف سے آرہا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" کی بارہ جلدیں سامنے رکھیں تو آپ کو لاہور کے اکثر علماء کرام، مخاطبین، مستفسرین، مستفتیین، دست بستہ کھڑے نظر آئیں گے اور یہ علمائے کرام کوئی عام عالم نہیں، کوئی کم سواد فاضل نہیں ہیں، کوئی رواجی مولوی نہیں ہیں، کوئی روایتی دانشور نہیں ہیں بلکہ اپنے اپنے مقام پر جید، معتبر اور مستند علمائے دین ہیں۔ جن کے علم و فضل کے پرچم فضل و کمال کی بلندیوں پر لہرا رہے ہیں مگر بایں ہمہ علم و فضل یہ لوگ اپنے راہنما اور مقتدا امام اہلسنت

مولانا امام احمد رضا خان بریلوی سے مسائل دینیہ پر استفسار کرنا اپنے لئے باعث فخر جانتے ہیں۔ مولانا حاکم علی نقشبندی ایم اے، اسلامیہ کالج لاہور سے "سکون زمیں" پر استفسار کر رہے ہیں۔ مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی بدعقیدہ مولویوں کی ریشہ دوانیوں پر فتویٰ حاصل کر رہے ہیں۔ مولانا اکرام الدین بخاری خطیب مسجد وزیر خان رضاعت کے مسئلے پر تشریح طلب کر رہے ہیں۔ انجمن نعمانیہ کے سیکریٹری جناب محرم علی چشتی انجمن کے "عقائد نامہ" کی اصلاح کے لئے درخواست کر رہے ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن لائل پوری تحریک ترک موالات پر سوال کر رہے ہیں۔ تحریک خلافت پر بعض علمائے لاہور ہندوؤں کی ہمنوائی پر وضاحت طلب کر رہے ہیں۔ "نظریہ حرکت زمین" پر محاکمہ طلب کیا جا رہا ہے۔ غرضیکہ لاہور کے جلیل القدر علماء کرام بریلی کے خرمن علم سے جھولیاں بھر بھر کر زمانے بھر میں تقسیم کر رہے ہیں اور اس کتاب کے فاضل مولف ہمیں ان مسائل کی تفصیلات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

مولف علام نے لاہور کے اکثر علمائے کرام کے ایسے علمی روابط کو اس کتاب کے صفحات پر پھیلا دیا ہے جو اپنے دور کے یگانہ روزگار تھے۔ ہم ڈاکٹر موصوف کی اس تحقیق اور کاوش پر ہدیہ تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن ہماری نگاہ میں بہت سے گوشے ایسے ہیں جن پر فاضل مولف کے گوشہ چشم نے جھانک کر نہیں دیکھا ابھی بہت سے علمائے کرام ایسے ہیں جن کی استفساری تحریریں ہمارے سامنے نہیں آئیں۔ بہت سے مستفتیین اہل علم ایسے ہیں جن کے اسمائے گرامی کتاب کے صفحات پر نہیں آسکے۔ شاید فاضل مولف نے دانستہ طور پر آنے والے اہل علم کے

لئے اس میدان کے کئی راستے خالی چھوڑ دیئے ہیں تاکہ وہ اس پر کام کر سکیں۔

مشاطہ را بگو کہ در اسباب حسن دوست
چیزے فزو کند کہ تماشا بما رسد

ہم یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہیں کہ مستقبل قریب دنیائے سنیت کے ایسے اسکالرز آگے بڑھیں گے جو اس موضوع پر تفصیل اور تکمیل سے قلم اٹھائیں گے۔ ہم مولف گرامی کی کاوش اور تحقیق پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اہل ذوق کے لئے یہ کتاب پسندیدہ کتابوں میں شمار ہو۔ ہم "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی" کے اراکین کی خدمات کے احسان مند ہیں جنہوں نے اس موضوع پر ایک نئی کتاب کا اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پروگیسیو بک لاہور کے مالک جناب شہباز رسول کو اجر عظیم سے نوازے جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کے مختلف امور کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور دنیائے رضویت میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

امام احمد رضا اور علماء لاہور

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ ھ / ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء میں انڈیا کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔(۱) آپ نے صرف ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن میں یعنی ۱۴ر شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ /۱۸۶۹ء میں اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ /۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی رضا علی خاں قادری بریلوی (المتوفی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کی درسگاہ سے سند فراغت حاصل کرلی اور اسی دن مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ لکھ کر خدمت دین کی ذمہ داری سنبھال لی(۲) اور پھر مسلسل ۵۵ برس تک دین اسلام کی قلمی و علمی خدمت انجام دیتے رہے جس کہ دوران آپ نے ۷۰ سے زیادہ مختلف علوم و فنون پر ہزاروں فتوے اور ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی کتب یادگار چھوڑی ہیں۔(۳)

امام احمد رضا محدث بریلوی کے جد امجد حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں بریلوی نے اپنے خاندان میں "مسند افتاء" کی بنیاد ۱۲۵۰ھ میں رکھی تھی۔(۴) جس کی چھٹی پشت بھی مسلسل یہ خدمت انجام دے رہی ہے۔ آج بریلی کے مرکزی دارالافتاء میں مفتی سبحان رضا خاں قادری بریلوی ابن مفتی ریحان رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۴۰۵ ھ / ۱۹۸۵ء) ابن مفتی ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی (م۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) ابن مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) ابن مفتی امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔(۵)

امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس مسند سے مسلسل ۵۵ برس

تک رشد و ہدایت اور فتوئی نویسی کا سلسلہ جاری رکھا اس کے علاوہ آپ
کی حیات میں آپ کے چھوٹے بھائی مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی
(م۱۹۳۹ء) بھی فتوئی نویسی فرماتے رہے(۶) اور آپ کے چھوٹے
صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ
/ ۱۹۸۱ء) نے بھی مسلسل ۸۰ برس فتوئی نویسی کی خدمت انجام دی
ہے(۷) اور آج بریلی شریف میں مفتی سبحان رضا کے علاوہ امام احمد رضا
کے ایک پرپوتے اور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی کے
نواسے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی الازہری
بھی مسلسل ۲۵ سال سے اسی دارالافتاء میں مرکزی مفتی کی حیثیت سے
بریلی شریف میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آج بحمد اللہ اس بریلوی
خاندان سے فتوئی نویسی کی خدمت کو لگ بھگ پونے دو صدیاں گذر چکی
ہیں۔ احقر کی معلومات کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں یہ امتیازی شان
کسی علمی خانوادے کو حاصل نہیں۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے جو اس خاندان
کو حاصل ہے۔(۸)

امام احمد رضا خاں نے اپنی ہزار سے زائد تصنیفات و تالیفات میں
مجتہدانہ صلاحیت دکھا کر عالم اسلام کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا
اور مندرجہ ذیل آیت مبارکہ کی تفسیر اور نشانی بن گئے۔

فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○ (النحل: ۴۳)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

چنانچہ آپ سے سوال کرنے والوں میں عام لوگوں کے علاوہ علماء و مشائخ،
سائنسداں، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے اساتذہ، دانشور حضرات، وکلاء اور

جج صاحبان بھی شامل تھے۔ آپ کے پاس بلاد اسلامیہ اور دیگر کئی ممالک
سے استفتاء آتے مثلاً" افغانستان، عراق، چین، برما، سیلون، ساؤتھ
افریقہ، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش، پرتگال وغیرہ۔ پاکستان کے بھی تمام
صوبوں سمیت کشمیر، گلگت اور سوات جیسے دور دراز علاقوں سے بھی
استفتاء آپ تک پہنچے۔ آپ سے تقریباً" تمام ہی علوم و فنون سے متعلق
سوالات پوچھے گئے اور آپ نے ان علوم و فنون کی مناسبت سے مدلل
جوابات تحریر فرمائے۔ ان سوالات کے جوابات پانچ مختلف انواع میں دیئے
گئے ہیں، یعنی اردو، فارسی اور عربی نثر کے علاوہ منظوم فارسی اور منظوم
اردو میں بھی آپ نے جوابات تحریر کئے۔(۹) ان تمام خوبیوں، اور خداداد
صلاحیتوں کے باعث جلد ہی مرجع خلائق بن گئے چنانچہ ہر کوئی آپ ہی کی
طرف رجوع کرتا نظر آتا ہے۔ وقت نے آپ کی تحریر کو حجت بنادیا، آپ
کو کبھی بھی اپنی تحریر واپس لینے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ آپ نے
فیصلہ لکھتے وقت کبھی دین کے اصولوں سے انحراف نہیں کیا چنانچہ اس کا
اقرار آپ کے ایک ہم عصر مورخ خواجہ حسن نظامی نے بھی کیا، آپ
لکھتے ہیں :

"بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کو ان کے
معتقد "مجدد ماۃ حاضرۃ" کہتے ہیں درحقیقت طبقہ
صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب
مجدد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ان مسائل اختلافی پر
معرکہ کی کتابیں لکھیں ہیں جو سالہا سال سے وہابیہ کے
زیر تحریر و تقریر تھیں اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ

کی طرف سے کافی و شافی نہیں دیئے گئے تھے۔ ان کی
تصنیفات و تالیفات کی خاص شان اور خاص وضع ہے
یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ایسی مدلل ہیں
جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحر علمی کا جید سے جید
مخالف کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں
صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی
خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہئے۔ ان
کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں
سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا
دیتے ہیں، مگر شاید ان لوگوں نے شاہ اسمٰعیل دہلوی اور
ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھی ہیں
جس کو سالہاسال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے۔
ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس کے
مقابلے میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا
خاں صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے، جماعت
صوفیہ علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا "بہادر
صف شکن" "سیف اللہ" سمجھتی ہے اور انصاف یہ
ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔"(۱۰)

امام احمد رضا خاں کی مجددانہ اور مجتہدانہ صلاحیتوں کا شہرہ تمام
عالم اسلام میں تھا۔ علماء بھی اپنی علم کی پیاس بجھانے کے لئے آپ ہی کی
جانب رجوع کرتے۔ اور آپ عالم اسلام کے ایسے ہی جلیل القدر مفتی،

مفسر، محدث، محقق، مدبر اور شیخ کامل تھے جیسے امام غزالی (م ۵۰۵ھ)، امام
السیوطی (م ۹۱۱ھ)، امام شعرانی (م ۹۷۳ھ)، علامہ شامی (م ۱۲۶۰ھ)، شاہ
ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) اور علامہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس اللہ
سراہم اپنے اپنے دور میں یکتائے زمانہ اور حجتہ الاسلام تھے۔

برصغیر پاک و ہند کی چند نامور ہستیوں کے نام ملاحظہ کریں جو اگرچہ
خود اپنی اپنی جگہ ایک بڑا نام اور مقام رکھتے ہیں مگر یہ حضرات بھی اپنے
مسائل کے حل کے لئے آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً"

- چیف جج محمد دین، چیف کورٹ ریاست بہاولپور
- مفتی صدر الصدور عبدالقادر
- علامہ سید دیدار علی شاہ الوری، بانی ادارہ حزب الاحناف لاہور
- مولانا لطف اللہ علیگڑھ، صدر المدرسین ریاست حیدر آباد دکن
- مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی، صدر مدرستہ الحدیث
- پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین قادری، وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی
- پروفیسر حاکم علی نقشبندی لاہوری
- قاضی قادر بخش بارکھاں بلوچستان
- مولانا حافظ محمد عبداللہ قادری، خانقاہ قادریہ بھرچونڈی شریف، سکھر سندھ
- مولوی خلیل اللہ پشاوری۔

راقم اس مقالے میں صرف صوبہ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور
شہر(۱۱) کے علماء و فضلاء کے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی سے تعلقات
پر تفصیلی روشنی ڈالنا چاہتا ہے اس سے قبل بھی راقم کئی مقالات رقم کر

چکا ہے۔ مثلاً

* امام احمد رضا اور علماء سندھ (۱۲)
* امام احمد رضا اور علماء ریاست بہاولپور (۱۳)
* امام احمد رضا اور علماء بلوچستان (۱۴)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے لاہور شہر سے تعلق رکھنے والے بیشتر ہم عصر علماء و فضلاء سے تعلقات قائم تھے ان ہم عصر علماء میں آپ کے کئی شاگرد اور خلفاء بھی ہیں چند قابل ذکر نام ملاحظہ کیجئے۔

* مفتی سید دیدار علی الوری
* مولانا پروفیسر عبداللہ ٹونکی
* مفتی غلام جان قادری ہزاروی
* مولانا عبدالرشید محمد عبدالعزیز مزنگ
* مولانا محمد اکرام الدین بخاری
* علامہ غلام دستگیر قصوری
* مولانا محرم علی چشتی
* مولانا نبی بخش حلوائی
* مفتی حکیم مولوی سلیم اللہ

لاہور شہر ہمیشہ علوم و فنون کا گہوارہ رہا ہے۔(۱۵) پچھلی صدی میں امام احمد رضا بریلوی کے ہم عصر علماء اور ان کے خلفاء و تلامذہ اور مریدین و محبین نے اس چراغ کو روشن رکھا اور علم دین کی شمع لاہور کی ہر گلی کوچے تک پہنچائی۔ امام احمد رضا کے وصال کو اگرچہ پون صدی گزر گئی مگر لاہور کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت آج بھی قائم ہے

اور بیسوں مدارس اور انجمنیں آپ کے نام سے منسوب کر رکھی ہیں۔(۱۶) اس کا سہرا اگر حکیم محمد موسیٰ امرتسری (پ ۲۷ر اگست ۱۹۲۷ء/ ۲۸ر صفر ۱۳۴۶ھ) مدظلہ العالی ابن حکیم فقیر محمد چشتی نظامی فخری (م ۱۹۵۲ء) کی کاوشوں کو قرار دیا جائے تو حق بجانب ہوگا کیونکہ انہوں نے مرکزی مجلس رضا لاہور کی ۱۹۶۸ء میں بنیاد رکھ کر جس تحریک کا آغاز کیا تھا آج یہ تحریک پورے عالم اسلام میں پھیل چکی ہے اور نہ جانے کتنے ادارے اور انجمنیں ان کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے میدان میں آئیں اور امام احمد رضا کی تعلیمات کو گھروں تک پہنچا کر ایک انقلاب برپا کردیا۔ درحقیقت یہ حکیم صاحب کی اعلیٰ حضرت سے والہانہ محبت و عقیدت کا ثمرہ ہے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک کو لبیک کہتے ہوئے دورِ حاضر کے 'عظیم محقق'، 'مسعود ملت' فنا فی الرضا حضرت سیدی استاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ تمام سنی بریلوی مسلمان اگر ان کا شکریہ ادا کریں اور آپ کے اس کارنامے کو احسان عظیم تسلیم کریں تو بے جان نہ ہوگا کیونکہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو انہوں نے اس جگہ بھی پہنچا دیا جہاں نام لینا شجرہ ممنوعہ تھا۔ آپ نے امام احمد رضا پر ۱۰۰ سے زیادہ رسائل، 'کتابیں'، مقدمات اور پیش لفظ لکھ کر سنی مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ خداوند کریم ڈاکٹر صاحب کے سائے کو ہم سینوں پر دیر تک سلامت رکھے اور ان کے فیوضات سے ہم کو بہرہ ور فرمائے۔ (آمین)

لاہور کی سرزمین کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم یعنی امام احمد رضا مجدد ملت طائرہ نے یہاں قدم رنجہ

فرمائے بلکہ کئی بار لاہور تشریف بھی لائے اور اپنے ظاہری اور باطنی فیوض و برکات سے اہل لاہور کے مسلمانوں کو فیض یاب کیا۔ آپ کی لاہور آمد کا ذکر حضرت مولانا حکیم شاہ مانا میاں قادری پیلی بھیتی (المتوفی ۱۳۹۷ھ) ابن مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی (م ۱۳۵۲ھ) ابن مولانا شاہ محمد وصی احمد محدث سورتی (م ۱۳۳۴ھ) نے اپنی تصنیف "سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی" کے ص ۱۵۶ پر کیا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں :

"جن شہروں میں اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے ان میں لاہور اور امرتسر کو بڑی خصوصیت حاصل ہے۔ لاہور میں آپ انجمن نعمانیہ ہند کے سالانہ اجتماعات میں شرکت فرماتے تھے۔ پورا لاہور آپ کے آنے کی خوشی محسوس کرتا تھا اور بڑے شاندار طریقہ پر لاہور میں آپ کا استقبال کیا جاتا تھا۔ لاہور والوں کے لئے اعلیٰ حضرت اس لئے بھی مرکز محبت تھے کہ اعلیٰ حضرت کے مورث اعلیٰ سب سے پہلے لاہور میں آئے تھے اور شش محل(۱۷) ان کی یادگار کے طور پر موجود تھا۔ انجمن نعمانیہ ہند لاہور پورے پاک و ہند میں وہ پہلی مذہبی انجمن تھی جس کے علمی اور تبلیغی کارنامے تاریخی حیثیت رکھتے تھے۔ انجمن کے ہی ایک اجتماع میں اعلیٰ حضرت سے علامہ اقبال نے نیاز حاصل کیا تھا اور اپنی ایک نعت اعلیٰ حضرت کو سنائی تھی جسے آپ نے پسند فرمایا تھا۔" (۱۸)

پنجاب کے محقق شہیر حضرت مولانا سید نور محمد قادری صاحب مدظلہ العالی نے بھی اپنی تحریر میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے اور ایک مزید

روایت بیان فرمائی کہ :

"مولانا تقدس علی خاں صاحب (۱۹) (شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیرجو گوٹھ) نے ایک موقع پر پرزور الفاظ میں اعلیٰ حضرت اور علامہ اقبال کی ملاقات کی تصدیق فرمائی۔(۲۰)

لاہور شہر میں آج بھی قدیم اداروں، انجمنوں، مدارس، خانقاہوں کے آثار اور وجود پائے جاتے ہیں۔ ان ہی میں ایک قدیم انجمن "دارالعلوم نعمانیہ" بھی ہے جس کی بنیاد ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں شاہی مسجد کے حجروں میں رکھی گئی۔ اس "انجمن نعمانیہ لاہور" کی مختصر تاریخ ملاحظہ کیجئے جو انجمن نعمانیہ کے پہلے مطبوعہ رسالے سے لی گئی ہے :

"اہل اسلام کو غور اور تامل کرنے کے بعد رجب ۱۳۰۵ھ میں بعض شائقین اسلام کو اس طرف توجہ ہوئی کہ اہل اسلام کے بواعث تنزل ظاہری پر غور کریں جس کے لئے مولوی غلام محمد بگوی، حافظ چراغ الدین، مولوی غلام حیدر، میر مظہر حسین، خلیفہ محمد بخش، غلام محمد پشاوری، خلیفہ محمد ہاشم، سید رحمت علی شاہ، حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری، خلیفہ اللہ بخش، مولوی عبدالحق ٹونکی، حافظ شہاب الدین، حافظ رحیم بخش، مفتی چراغ الدین صاحب کی کوشش سے ایک انجمن مسجد گازران محلہ سید مٹھ میں منعقد ہوئی جس نے اپنا نام "انجمن نعمانیہ" پسند کیا اور حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب کو اپنا مشیر منتخب کیا۔(۲۱)

اس رسالے میں آگے چل کر یہ عبارت رقم ہے :

اس انجمن کے تحت پہلا جلسہ عام ۳۰ر محرم الحرام ۱۳۰۶ھ "مدرسہ مسجد سنہری" میں منعقد ہوا اور اس میں مندرجہ ذیل اساطین لاہور شریک ہوئے۔ مولوی محمد حسن محدث ملتانی، مولوی محمد یار نائب واعظ مسجد شاہی، مولوی غلام حیدر امام مسجد گارزان، مولوی غلام محمد بگوی امام مسجد شاہی، مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی تاج الدین احمد، مولوی خلیفہ حمیدالدین قاضی لاہور، حکیم مفتی سلیم اللہ(۲۲) وغیرہ۔"

اس انجمن کے مقاصد اور عہدیداران کی تفصیل کے عکس مقالے کے آخر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں صرف تین نام لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔ امیر مجلس مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی
۲۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نائب امیر مجلس
۳۔ حکیم مفتی سلیم اللہ مہتمم انجمن

اس انجمن نعمانیہ کے تحت جلد ہی ایک "مدرسہ علوم اسلامیہ" ۱۳۰۶ھ میں مسجد "بکن خان" واقع لاہور موچی دروازہ میں شروع کردیا گیا۔(۲۳) اس انجمن کے تحت مدرسہ نعمانیہ کا عربی حصہ ۱۷ر مارچ ۱۸۹۷ء سے شاہی مسجد میں منتقل کردیا گیا۔(۲۴)

انجمن نعمانیہ کے تحت ہر سال ایک بڑا عام جلسہ منعقد ہوتا تھا جس میں برصغیر پاک و ہند سے ممتاز علماء شریک ہوتے اور ان کا خصوصی خطاب بھی ہوتا۔ چنانچہ ایک جلسہ کی دعوت جب حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) کو دی گئی تو آپ نے خط کے

جواب میں انجمن کے خداموں کو مثنوی کے بحر میں خراج عقیدت پیش کیا ملاحظہ کیجئے:

آں علی غیور و منان و صمد
را جی خود را کجا رسوا کند

یا الٰہی فیض از و صبانیہ
زود بارک انجمن نعمانیہ

انجمن نعمانیہ شد دار ایں
تاجدار خدمتش آں تاج دین

واں سلیم الطبع والدین خوش صفات
آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت دار دش از رنج و تاب
دین و دنیا باشدش خیرالماب

ہم چراغ دین احمد خارمش
الاماں یارب زیاد صرصرش (۲۵)

انجمن نعمانیہ برصغیر کے دینی مدارس میں بلا مبالغہ انیسویں صدی کے آخری دہائی اور بیسویں صدی کے ابتدائی ۳-۴ دہائیوں تک مسلک احناف کا سب سے اہم دینی ادارہ تھا۔ اس انجمن اور مدرسہ کے قیام کے بعد مجلس انتظامیہ کے ایک رکن مولانا خلیفہ تاج الدین (دبیر ثانی) نے

امام احمد رضا محدث بریلوی کو ایک خط لکھا جس میں آپ سے اس مدرسہ کی خدمت کے لئے درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۳۲۸ھ /۱۹۰۹ء میں اعلیٰ حضرت نے خلیفہ تاج الدین کو جواب لکھا جس میں اپنی طرف سے معذرت کرتے ہوئے اپنے تلمیذ و خلیفہ مولانا محمد ظفرالدین قادری بہاری کو انجمن کی خدمت کے لئے بھیجنے کا لکھا اس خط کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم، حامی سنت، ماحی بدعت
جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب

زید کرمہم ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ :

مکرمی مولانا محمد ظفرالدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجاں عزیز، ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسے میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معین ہیں----- علماء زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے زواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہند بلکہ عامہ بلاد میں یہ علم علماء بلکہ عامہ مسلمین سے اٹھ گیا-----

میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب و نصف النہار بناتے ہیں۔ فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کے لئے پیش کرتا ہے اگر منظور ہو تو فوراً اطلاع دیجئے کہ اپنے ایک اور دوست کو میں نے روک رکھا ہے-----

بقلم خود فقیر احمد رضا عفی عنہ، ۵ر شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ (۲۶)

جناب پیرزادہ مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب اپنے ایک مقالہ میں انجمن نعمانیہ کے قیام کے سلسلے میں اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"انجمن نعمانیہ آج سے ۱۱۰ سال قبل یعنی ۱۸۸۷ء میں لاہور میں قائم ہوئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انگریزی اقتدار کے سائے میں عیسائی مشنریوں کی یلغار، دینی فتنوں کے طوفانوں کے سامنے مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کے لئے ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو خالص دینی علوم کی اشاعت میں سرگرم عمل ہو۔ چنانچہ لاہور کے چند دردمند مسلمان آگے بڑھے اور انہوں نے انجمن نعمانیہ کی بنیاد رکھی۔ ان بانیوں میں لاہور کے جلیل القدر علمائے کرام اور علمائے ملت کے نام دکھائی دیتے ہیں۔ انجمن کے بانیوں میں مولانا محرم علی چشتی، مفتی سلیم اللہ، مولانا تاج الدین اور خلیفہ حمیدالدین جیسے اساطین لاہور شامل تھے۔ انجمن کی علمی اشاعت کے لئے جن عظیم الفضل علمائے کرام کے نام سامنے آتے ہیں ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام اللہ قصوری، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا عبداللہ ٹونکی، مولانا اصغر روحی اور علامہ غلام احمد ولد شیخ احمد جیسے بلند پایہ ارباب علم و فضل تھے۔"(۲۷)

تحریک پاکستان کے سلسلے میں انجمن نعمانیہ کے منتظمین اور علماء کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے پیرزادہ فاروقی صاحب مزید رقم طراز ہیں :

"آج ان فرزندان نعمانیہ کی فہرست پر نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے اکثر علمائے کرام اور سیاست دان ایسے نظر آتے ہیں مثلاً" امیر ملت پیر حافظ جماعت علی شاہ علی پوری، پیر آف زکوڑی، پیر آف مانکی شریف جو اسی دارالعلوم کے علمی دسترخوان کے خوشہ چیں تھے۔ ہندوستان میں دو قومی نظریہ کے ترجمان امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے انجمن نعمانیہ کو اپنے کئی تربیت یافتہ علمائے کرام مہیا کئے جن میں ان کے جلیل القدر خلفاء مولانا وصی احمد سورتی، مولانا ظفرالدین بہاری قادری رضوی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے نام "انجمن نعمانیہ" کی تاریخ میں درخشاں نظر آتے ہیں۔" (۲۸)

آخر میں مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب لکھتے ہیں :

"اتنا ضرور کہوں گا کہ فرزندان نعمانیہ نے تحریک پاکستان میں جس پامردی سے حصہ لیا وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ آج اگرچہ عظیم الشان انجمن اپنوں کی بے رخی کی وجہ سے اپنا تاریخی مقام برقرار نہ رکھ سکی مگر اس کی در و دیوار اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آزادی وطن کے کارواں یہاں سے نکلے تھے۔" (۲۹)

انجمن نعمانیہ نصف صدی سے زیادہ لاہور کی دینی فضاؤں پر چھائی رہی جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھی انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے اور جب کوئی دینی مسئلہ آجاتا تو انتظامیہ امام احمد رضا خاں سے رجوع کرتی۔ انجمن نے ابتدا ہی سے اشاعت علوم دینیہ کی طرف بھی خاص توجہ رکھی اور شروع ہی سے ایک رسالے کا اجرا کیا۔ انجمن کے ماہنامہ کو مولانا محمد حسن فیضی، مولانا نور بخش توکلی اور مولانا اصغر علی صاحب روحی جیسے فاضل حضرات کا تعاون حاصل رہا اور یہ اپنے دور کا علمی دینی اور ادبی لحاظ سے بلند پایہ مجلّہ تھا۔ (۳۰)

انجمن نعمانیہ ہر سال ایک سالانہ جلسہ منعقد کرتی تھی جس میں نہ صرف لاہور اور پنجاب کے علماء و مشائخ تشریف لاتے تھے بلکہ دور دراز کے علاقوں سے بھی علماء کو مدعو کیا جاتا اور انجمن کے دستار فضیلت کے اس جلسے میں پاک و ہند کے جید علمائے کرام کو صدارت اور تقریر کرنے کی دعوت دی جاتی چنانچہ ایک جلسہ میں امام احمد رضا خاص بھی مدعو تھے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی اسی جلسہ میں موجود تھے جس کا ذکر شاہ مانا میاں نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔ اس ملاقات کے بعد ڈاکٹر محمد اقبال، امام احمد رضا خاں سے بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے امام احمد رضا خاں کو نابغہ روزگار قرار دیا۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر محمد اقبال نے پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (م ۱۳۸۸ھ) خلیفہ اعلیٰ حضرت اور پروفیسر دینیات علی گڑھ یونیورسٹی سے ایک ملاقات میں کیا۔ اس واقعہ کا ذکر ڈاکٹر عابد علی نے کیا ہے جس کو قاضی عبدالنبی کوکب نے نقل کیا ہے۔ اس کا اقتباس ملاحظہ کیجئے :

"ایک بار استاذ محترم سید سلیمان اشرف بہاری نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کو کھانے پر مدعو کیا اور محفل میں مولانا امام احمد رضا خاں کا ذکر چھڑ گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے مولانا کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی کہ (وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے۔ فقیہ بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاوی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلی اجتہادی صلاحیتوں سے بہرور اور ہندوستان کے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بشکل ملے گا۔) (۳۱)

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس عاملہ اور انتظامیہ کی ایک فہرست جو ۲۳ جولائی ۱۸۹۹ء کو انتخاب کے ذریعہ عمل میں آئی تھی اس کا ذکر اور عہدیداران کی فہرست محترم سید نور محمد قادری صاحب نے اپنے مقالے میں تحریک کی ہے۔ اس انجمن کے مربی یعنی سرپرست اعلی اس وقت کے والی ریاست بہاولپور تھے جن کی طرف سے مستقل گرانٹ ۴۰۰ روپے سالانہ ملتے تھے۔ خصوصی امداد اس کے علاوہ ہوا کرتی تھی چنانچہ جب اس انجمن نے علیحدہ اپنی زمین لے کر اس کی تعمیر شروع کی تو نواب بہاولپور کی والدہ ماجدہ نے انجمن کو ایک ہزار روپے کی خصوصی امداد سے نوازتے ہوئے تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ (۳۲)

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ اور اس سے وابستہ علماء اور مفتیان کا امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی سے گہرا رابطہ رہا۔ انجمن کے احباب اور علما برابر اپنے مسائل کے سلسلے میں اعلی حضرت

سے رجوع فرماتے۔ اعلی حضرت کے جوابات میں اکثر انجمن سے محبت اور عقیدت کا اظہار ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ یہاں سالانہ جلسے میں تشریف بھی لائے اس کی مزید تصدیق پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے ایک خط سے ہوئی جو انہوں نے راقم کو لکھا تھا کہ :

"یہ بات اپنے نانا سے سنتے آئے ہیں کہ اعلی حضرت یہاں اس جلسے میں تشریف لائے ہیں جس میں ڈاکٹر محمد اقبال بھی مدعو تھے اس جلسے میں جب ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی ایک نعت سنائی تو اعلی حضرت نے اس میں ترمیم فرمائی۔"

انجمن نعمانیہ لاہور کے جن عہدیداران اور مدرسین نے اپنے مسائل کے سلسلے میں اعلی حضرت سے رجوع کیا ان کے نام ملاحظہ کیجئے۔

- مولوی محرم علی چشتی صدر ثانی انجمن نعمانیہ
- مولانا مفتی حکیم سلیم اللہ خاں بہادر ناظم و دبیر اول انجمن نعمانیہ
- خلیفہ تاج الدین دبیر ثانی انجمن نعمانیہ
- مولانا سید دیدار علی شاہ الوری شیخ الحدیث و بانی مدرسہ حزب الاحناف لاہور
- مولانا عبداللہ ٹونکی مدرس
- مولانا غلام دستگیر قصوری بانی رکن انجمن نعمانیہ
- ملا محمد بخش صاحب رکن مجلس انتظامیہ
- مفتی غلام جان ہزاروی شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ انجمن نعمانیہ لاہور

ان کے علاوہ جن علما اور دیگر افراد نے لاہور سے امام احمد رضا خاں کے پاس استفتاء بھیجے تھے ان کے نام بھی ملاحظہ کریں۔

- ○ مفتی قاضی غلام جیلانی شمس آبادی
- ○ مولانا پروفیسر حاکم علی نقشبندی مجددی
- ○ مولانا عبدالحمید قادری رضوی بزم حنفیہ لاہور
- ○ مولانا محمد عبدالعزیز مزنگ لاہور
- ○ مولانا محمد اکرام الدین بخاری خطیب وزیر خاں مسجد لاہور
- ○ مولانا احمد الدین بیگم شاہی مسجد لاہور
- ○ مولانا انوار الحق صاحب چونیاں لاہور

مولوی محرم علی چشتی

مولوی محرم علی چشتی ۶ محرم ۱۲۸۰ھ مطابق ۲۳ جون ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد گرامی مولوی احمد بخش (المتوفی ۱۸۶۷ء) نے محرم الحرام مہینے کی مناسبت سے محرم علی نام رکھا اور خود ایک قطعہ تاریخ ولادت موزوں کیا۔ (۳۳)

بفضلہ چو محرم ولادت یافت
سشش محرم ویکشنبہ بود از میلاد
سشش محرم ویکشنبہ نیز شد تاریخ
مبارک است عزیزان بتاں مبارک باد

مولوی محرم علی کے والد آپ کی ۴ سال کی عمر کے وقت دنیا سے رخصت ہوگئے جب کہ والدہ مہرالنساء بیگم عرف مہراں کا انتقال ۲ دسمبر ۱۸۷۳ء میں ہوا۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے بڑے بھائی مولوی محمد علی پر دل چشتی (المتوفی ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۱ء) نے انجام دی۔ مولوی محرم علی نے B.A کی سند علی گڑھ کالج سے حاصل کی تعلیم سے فراغت کے بعد ہفت وار اخبار "رفیق ہند" ۵ جنوری ۱۸۸۴ء سے جاری کیا۔ (۳۴) اس کے پہلے شمارے میں سرسید احمد خاں نے جن خیالات کا اظہار کیا اس کا اقتباس ملاحظہ کیجئے :

ہمارے ملک کے اخباروں میں پنجاب کے اخبار بلاشبہ سب سے عمدہ ہیں۔ ان عمدہ اخباروں میں ایک اور اخبار "رفیق ہند" کا اضافہ ہے جس کی نسبت توقع ہے کہ نیوایرز ڈے کو نیا اخبار پیدا ہونے والا ہے۔ ہمارے شفیق مولوی محرم علی

چشتی جن کی ذہانت، جودت طبع، تیزی خیالات اور ہمدردی قوم مشہور و معروف ہے۔ (۳۵)

اسی اخبار "رفیق ہند" کے سلسلے میں جناب ڈاکٹر گوہر نوشاہی تحریر فرماتے ہیں۔

"انیسویں صدی عیسوی کی صحافت میں "رفیق ہند" کو اہم مقام حاصل تھا اس اخبار کا رویہ متوازن اور لہجہ سنجیدہ اور متین تھا بلکہ اسی لئے بھی کہ "رفیق ہند" تنہا اخبار تھا جو پنجاب میں مسلمان قومیت کی آواز سمجھا جاتا تھا۔"(۳۶)

آگے چل کر ایڈیٹر رفیق ہند سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس کے ایڈیٹر محرم علی چشتی ایک بھرپور شخصیت کے مالک تھے اپنے خاندانی تفضل، دنیاوی تعلیم، دینی مسائل سے آگاہی، مشرقی اور مغربی ادب کے مطالعے اور انگریزی، فارسی، عربی اور اردو پر کامل عبور نے انہیں میدان صحافت میں قدم رکھنے کے لئے خود اعتمادی سے ہم کنار کیا۔ (۳۷)

ڈاکٹر گوہر نوشاہی اخبار رفیق ہند کے خدوخال بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

"رفیق ہند ۱۸۸۴ء سے ۱۹۰۵ء تک کی مسلسل ادارہ کی مجبوریوں کی تحت غیر مرتب صورت میں شائع ہوتا رہا۔ مولوی محرم علی چشتی کی حق گوئی اور بے باکی نے کئی دفعہ انہیں مشکلات اور صعوبتوں سے دو چار کیا۔ انہیں قید و بند کی

تکالیف بھی جھیلنی پڑیں۔ (۳۸)

محرم علی چشتی لاہور کے چشتیہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس نے کئی سو برس لاہور میں رہتے ہوئے علم و ادب اور تاریخ کے میدان میں خدمات انجام دی ہیں۔ خاندانی حیثیت کی اس وراثت کو آپ نے بھی چار چاند لگائے۔

مولوی محرم علی چشتی خود بھی اردو اور فارسی زبان کے بہت اچھے شاعر اور بلند پایہ نثر نگار تھے۔ اردو اور فارسی کلام کے کئی مجموعے " ارمغان چشتی" کے نام سے موجود ہیں آپ چشتی تخلص فرماتے تھے۔ آپ چونکہ حضرت مستان شاہ کابلی کے مرید تھے اور دیگر بزرگوں سے بھی عقیدت رکھتے تھے چنانچہ آپ کی زیادہ تر غزلوں اور نظموں کا موضوع صوفیانہ ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمتہ سے عقیدت کا اظہار ملاحظہ کیجئے:

لطف رحمت کا ترے کب ہو سکے مجھ سے بیاں
مجھ کو خود درگاہ میں بلوا کے رکھا مہماں

یا معین الدین خواجہ مالک ہر دوسرا
تیرا جلوہ ہے جہاں میں در عیاں و در نہاں

سرور اعظم ہے تو اس خاندان چشت کا
تجھ سوا ہوں، استغاثے دردمندوں کے کہاں

آپ کے دامن گرفتہ کو ستائے گر کوئی
آپ کو غیرت ہے اس کی جب ہو وہ نوحہ کناں

هو گوارا کس طرح آقا کو توہین غلام

چشتی دل خستہ کا سن لیجئے آہ فغاں (۴۰)

مولوی محرم علی چشتی نے تصوف کے موضوع پر کئی منظوم دیوان اور دیگر کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً"

۱۔ قصیدہ الغاشیہ چشتیہ ۱۲۳۲ھ

۲۔ اسرار التصوف ۱۹۰۲ء

۳۔ منظوم فارسی دیباچہ مثنوی بحرالسرار ۱۹۱۰ء

۴۔ ایک نئی بات (انجمن حمایت میں تقریر)

۵۔ شجرات المشائیخ و اولیاء ۱۹۰۸ء (۴۱)

مولانا محرم علی چشتی کی پہلی شادی ۱۸۸۵ء میں قمر النساء بنت حسن دین عرف چراغ بی بی سے ہوئی تھی جن سے دو بیٹے مولوی قائم علی چشتی اور مولوی ابراہیم علی چشتی اور ایک بیٹی فخر النساء کی ولادت ہوئی آپ کی اہلیہ کا ۱۸۹۲ء میں انتقال ہوگیا۔ اور آپ نے ۱۹۰۹ء میں پشاور میں اپنے پیر طریقت حضرت مستان شاہ کابلی کی صاحبزادی سے عقد ثانی کیا۔ آپ نے ۱۹۰۹ء میں وکالت کا امتحان بھی پاس کیا اور زندگی کے آخری ایام میں وکالت کے فرائض انجام دیتے رہے اور ساتھ ہی علم و ادب اور سیاست سے بھی وابستہ رہے اور کئی مذہبی انجمنوں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ آپ کا انتقال ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء کو صبح صادق کے وقت ہوا۔ لاہور میں تدفین ہوئی۔ (۴۲)

جناب شاہ حسین گردیزی مولانا محرم علی کے متعلق رقم طراز ہیں :

حضرت مولانا محرم علی چشتی ابن مولانا احمد بخش یکدل کا

خاندان علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ اس لئے آپ نے علم کی طرف توجہ دی۔ اسلامی تعلیم کے بعد انگریزی سیکھی اور بعد میں نامور قانون دان، سیاستدان اور صحافی و ادیب کی حیثیت سے خوب شہرت پائی۔ ۱۸۸۴ء میں ایک اخبار "رفیق ہند" کے نام سے جاری کیا اور اس میں مسلم سیاست کو خوب فروغ دیا۔ سرسید احمد خان کے شدید ترین مخالف تھے۔ مذہبی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے جنرل سیکریٹری رہے۔ مدرسہ نعمانیہ کا اور مدرسوں غوثیہ ان کی جدوجہد سے ایک عرصہ تک علوم اسلامیہ کے مرکز رہے۔ آپ نے اشاعت اسلام کے لئے ہر مرحلہ پر علماء اہل سنت کی امداد کی۔ دینی مجالس کے قیام اور اسلام کو دور حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے بڑی جدوجہد کی۔ اس سلسلہ میں مضامین لکھے کتابیں تصنیف کیں۔ اور تقریریں کیں۔ مسلمانان لاہور آپ سے بے پناہ محبت کرے اور بڑی عزت دیتے۔ (۴۳)

مولانا گردیزی صاحب نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کی مثنوی "گو مگو" سے چند اشعار نقل کئے ہیں جو انہوں نے مولانا محرم علی چشتی کی شان میں لکھے تھے۔

مرحبائے بلبل بستان چشت

باز گو از گومگو آں سرنوشت

ہر دم از اسلام و اہلش ایں صدا است
ایں بیان نیک چشتی را سزا است

فیض یاب از بارگاہ احمدی
جرعہ برد دہریہ ہم فلسفی

کے مقابل باتو ناند ہمسری
مستمد از شیخ عبدالقادری

پنجتن را بندہ از جان و دل
دہریہ ہم فلسفی پیشت خجل

آفتاب ہستی نہاں در ذرہ
شیر نر در پوستین برہ

جرہ از فیض مستان است
ریز بدد ہمتاں سکان پست (۴۴)

جناب پیرزادہ فاروقی صاحب محرم علی چشتی سے متعلق ایک مقام پر رقم طراز ہیں!

"آپ اپنے وقت کے مانے ہوئے طباع قانون دان اور صحافی تھے۔ آپ کا قیام اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں رہا۔ کافی عرصے تک اخبار "رفیق ہند" کے مدیر رہے۔ اعلی درجے کے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ حضرت مستان شاہ کابلی کے مرید تھے۔ آپ علماء و مشائخ کا بے حد احترام فرماتے اور علمائے

اہلسنت کی دینی اور علمی خدمات میں ہر مرحلہ پر ممد و معاون رہتے۔ ابتدائی دور میں انگریز تعلیم کے مخالف تھے اور سرسید احمد خاں کی ہر تحریک کی ڈٹ کر مخالفت کرتے۔ مدرسہ نعمانیہ اور مدرسہ غوثیہ ان کی جدوجہد سے ایک عرصے تک منبع علم و فن بنے رہے۔" (۴۵)

مولانا محرم علی چشتی انجمن نعمانیہ لاہور کے بانی اراکین میں سے ہیں۔ ابتداء میں آپ مجلس انتظامیہ کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ لیکن بعد میں اس انجمن کے صدر ثانی بھی منتخب ہوئے۔ آپ نے ایک طویل استفتاء ۱۳۳۰ھ میں امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کو بھیجا جس میں ۱۰ مختلف سوالات کے سلسلے میں استفسار کیا گیا تھا۔ سوالات کی روشنی میں مولانا کی فکر کا اندازہ ہوتا ہے کہ مذہبا" آپ سخت حنفی تھے اور دل کی گہرائیوں سے اس بات کی فکر میں لگے رہتے تھے کہ علمائے احناف کا ایک مرکز قائم کیا جائے اور حنفی مذہب کی ترویج بھرپور طریقے سے کی جائے۔ آپ فکر اعلی حضرت سے بھی بہت متاثر تھے اور چاہتے تھے کہ اعلی حضرت یہاں لاہور آکر مذہب حنفی کی خدمت کریں۔ یہ استفتاء تو طویل ہے مگر سوالات بڑے اہم ہیں اس لئے تمام سوالات ملاحظہ کریں۔ جوابات کے سلسلے میں اقتباسات سے کام لیا جائے گا۔ پہلے استفتاء ملاحظہ کیجیے۔

مسئلہ : از لاہور انجمن نعمانیہ۔ مرسلہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی صدر ثانی انجمن ۱۵ جمادی الاخری ۳۰ھ

جناب مخدوم و معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیوضکم۔

بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام گزارش۔ والانامہ رجسٹری شدہ پہنچا۔ مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ باوجود یہ کہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے' اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی' اور وہ بھی تشریف لائے۔ عریضہ ہذا لکھنے کے وقت دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں۔ جناب نے جس روشن ضمیر اور امداد باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ (۴۶) **بنصوص صحیحہ** رقم فرمایا ہے' اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس حاضر وقت تا حال وجد میں ہیں۔ اور بار بار "**الھم بارک فی عمرھم واقبالھم ومجدہم و ایمانھم و علوشانھم فی الدار ین**" کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تاحال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا۔ کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرز جان بنائے ہوئے ہیں اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں۔ اب آپ جناب براہ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں۔

(۱) کیا اس مسئلہ میں جو غلطی فتویٰ دینے والوں کو ہوئی وہ بہت کھلی اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے۔ جہاں اعلیٰ درجہ کے علماء بھی مغالطہ میں پڑ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی' بدایوں اور پیلی بھیت وغیرہ کے مستند علماء اور ان کے فیض یافتوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ سوال ان بے چارے حنفی مسلمانوں کی طرف سے ہے جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں رکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہمیں کہاں سے فراہم کرنا چاہیے؟

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تاحال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم آپ جناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانے کے لئے باوجو متواتر تحریری تقاضوں' اور خود جناب تاج الدین احمد صاحب کی زبانی تقاضوں کو بھی ارسال کی جائیں۔ حالانکہ انجمن ان کا ہدیہ ادا کرنے پر بھی تیار رہی ہے۔ اگر اس فتویٰ کے وقت "**سیف المصطفی علی اد یان الافترا**" اور "**نقد البیان لحرمتہ ابنتہ اخی اللبان**" و "**کاسرالسفیہ الواہم**" کتب خانہ میں موجود ہوں تو یہی خاکسار کو ارسال فرما دیں۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لامذہبوں کے پنجاب میں بالخصوص اور بدمذہبوں کے بالعموم حملوں کی مدافعت کی کیا تدابیر جناب کے خیال مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائد حنفیہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرارداد ہونے کے بعد بھی مسودہ عقائد حنفیہ آپ جناب کی طرف نہ بھیجا اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً" یہاں سے مسودہ تیار کر کے آپ جناب کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرحمت نہ ہوئی۔ اس کم توجہی کی اصل وجہ کیا ہے؟ اب عقائد حنفیہ جو حسب مشورہ علماء ہم

لوگوں نے شائع کئے ہیں' ارسال خدمت ہیں۔ وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط فرما کر واپس فرمائیں۔ دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں۔ ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لامذہبوں یا بدمذہبوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو آپ جناب کون کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصا" للہ اٹھانے کے لئے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں' مع ان کے پورے پتہ کے تاحال باوجود جناب مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی اور کب تک وہ بہم پہنچ سکتی ہے؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آپ جناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہوجانے اور اراکین انجمن کو آپ جناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے' جناب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا۔ کونسی وجوہات پر مبنی ہے اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟ (۴۷)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نے مولانا محرم علی چشتی کے اس تفصیلی استفتا کا تفصیل سے ہی جواب دیا ہے یہاں اختصار کے ساتھ اکثر جوابات کے اقتباس پیش کئے جارہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

الجواب (۱) : نظر بحال زمانہ تو یہ غلطی نہایت دقیق و عمیق' بات میں خطاء فی الکفو کے قبیل سے ہونی چاہئے کہ مولوی اسحاق صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مراد آبادی نے کھائی پھر غیر

مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل مجتہد العصر نذیر حسین دہلوی صاحب نے کھائی۔ پھر ایک بڑے مدعی انا ولا غیر مولوی بردوانی صاحب نے کھائی اور ایک طویل تحریر بزعم خود اس کے اثبات میں لکھی۔ پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے آڑے آئی۔ مگر نظر واقع وہ بہت کھلی فاحش غلطی ہے......

(۲) آہ آہ' آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بندہ خدا تھے جن پر اصول و فروع و عقائد و فقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی اول اقدس حضرت خاتم **المحققین** سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاش للہ نہ اس لئے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اس لئے کہ **"الحق و الحق اقول' الصدق واللہ حب الصدق"** میں نے اسی طبیب صادق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا۔ اس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا۔

"دوم والا حضرت تاج **الفحول** محب رسول مولوی عبدالقادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے صحبت رہی ان کی سی وسعت نظر و قوت حفظ و تحقیق انیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئیں۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کرکے اس کے فتوی پر عمل ہو۔"

امام احمد رضا خاں اپنا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"حاشا فقیر تو ایک ناقص' قاصر' ادنی طالب علم ہے۔ کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبہ علم قائم نہ کیا اور بحمدہ تعالی بظاہر اسباب یہی

ایک وجہ ہے کہ رحمت الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں۔ اس لئے پھونک کر قدم رکھتا ہوں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرم سے مدد فرماتے اور مجھ پر علم حق کا افاقہ فرماتے ہیں......

(۳) مدرس کے لئے ذی علم، ذی فہم، سنی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے۔ صحت عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی......

(۴) نیاز مند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اوپر سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلامعاوضہ تقسیم ہوئیں۔ جس کے سبب جو رسالہ چھپا جلد ختم ہوگیا۔ بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن نعمانیہ میں غالباً" رمضان المبارک ۳۰ھ میں اس وقت کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کئے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اس فقیر کو یاد نہیں۔ غالباً" دفتر انجمن میں ہو۔ اگر وہ معلوم ہوجائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذر انجمن بلامعاوضہ ہوں گے---- دو برس سے عنان مطبع ایک انجمن اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقہ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو منسوخ کردیا۔ پھر بھی انجمن نعمانیہ کے لئے ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔

(۵) خالص اہلسنت کی ایک قوت اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے۔ مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے۔ نمبر۱۔ علماء کا اتفاق نمبر۲۔ تحمل شاق قدر بالطاق نمبر۳۔ امراء کا اتفاق بوجہ الخلاق۔ یہاں سب مفقود ہیں **فانا اللہ و انا الیہ راجعون** ہمارے اغنیاء نام چاہتے ہیں۔

معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑادیں، خزانوں کے منہ کھول دیں......

علماء کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایت مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں...... اتفاق علماء کا یہ حال ہے کہ حسد کا بازار گرم، ایک ناکام جھوٹوں میں بھی مشہور ہوا تو بہتر ہے۔ سچے اس کے مخالف ہوگئے اس کی توہین تشنیع میں گمراہیوں کے ہم زبان بنے کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے...... فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔

اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال و منال میں زیادہ ہے، قلب نے اندر سے فقیر جانا پھر حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف و افضال میں زیادہ ہے، اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فخر جانا پھر حسد کیا؟......

حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم وجہ کریم کے لئے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ گزینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں، انجمنوں کے دوروں سے دور رہنا انہی دو وجہ پر تھا...... اور اب تو سالہا سال سے شدت ہجوم کا روانعدام کلی فرصت و غلبہ ضعف و نقاہت نے بالکل ہی بٹھادیا جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر حمل کیا اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالجملہ اہلسنت سے امور شکستہ مفقود ہیں پھر فرمائیں صورت کیا ہو......

دفع گمراہان میں جو کچھ اس حقیر ہیچ سے بن پڑتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ
۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریم
کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں سے ہزاروں
درجہ زائد اس سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اس قوت متفقہ پر
موقوف ہے جس کا حال اوپر گزارش ہوا۔ بڑی کمی امراء کی بے توجہی اور
روپے کی ناداری ہے۔ حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ "وہ زمانہ آنے والا
ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا۔" کوئی باقاعدہ عالی شان
مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔
مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس
نہیں۔ جو کچھ کرسکتے ہیں فارغ البال نہیں۔ جو فارغ البال ہیں وہ اہل
نہیں۔ بعض نے خون جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی
طرح سے کچھ چھپا تو اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول نہیں کہ
ہمارے بھائی دو آنے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔
یہاں تو سر چپیٹنا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن ہے کہ یہ شکایات رفع ہوں۔

اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

ثانیا” طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

ثالثا” مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں
کہ لالچ سے جان توڑ کوشش کریں۔

رابعا” طلبہ کی جانچ ہو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے
معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے
جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں

بھی کوئی تو زلیج ہو۔ کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔

خامسا” ان میں جو تیار ہوتے جائیں، تنخواہیں دے کر ملک میں
پھیلائے جائیں کہ تحریرا” و تقریرا” وعظا” و مناظرۃ اشاعت دین و مذہب
کریں۔ مولانا! اس گئی گزری حالت میں کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے
سامنے نہیں آسکتا۔ دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب
آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں۔ اس وقت کون ان کی قوتوں کا
سامنا کرسکتا ہے۔

سادسا” حمایت (مذہب) و رد بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل
مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سابعا” تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط
چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔

ثامنا” شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے
واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی
اعدا کے لئے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔

تاسعا” جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں،
وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں
مہارت ہو لگائے جائیں۔

عاشرا” آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتا” فوقتا” ہر قسم کی
حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت، روزانہ یا کم از
کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں۔ آپ اور جو
کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں۔ بلکہ مولانا! روپیہ ہونے کی صورت میں

اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی انشاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت لوگ صرف تنخواہوں کے لالچ میں زہر اگلتے پھرتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیجئے، اب آپ کی سی کہے گا۔ یا کم از کم بہ لقمہ درختہ بہ تو ہوگا دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا۔" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائد حنفیہ کو یہاں استصواب آیا تھا، بعد بعض ترمیمات ضروریہ گیا بھی۔ اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول بھی فرمایا۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے ارسال فرمایا ہے۔ یہ اکثر انہیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں۔ مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکنار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کرکے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کرکے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس معمہ کا حل یہ ہے کہ فقیر بے حد عدیم الفرصت ہے۔ خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفترے دیگر املا کند) کی مصداق ہوتیں۔ اس کے لئے وقت نہ ملتا تھا۔ ایک ضرورت شدیدہ سے پیلی بھیت جانا ہوا۔ حضرت مولانا محدث سورتی دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا۔ فقیر نے عرض کی وقت فرصت سن لوں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا۔ اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سنایا گیا جابجا تبدیلات و نقص و زیادات و محود اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت ممدوح تحریر فرماتے گئے۔

۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا۔ پھر صبح بعد فراغ وظائف جب کہ ریل کا وقت قریب تھا اور بقیہ بعجلت تام تمام کیا۔ مولوی ابوالعلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے۔ ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ کر بھیجنا۔ اور اتفاق رائے سے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر بریلی آکر مولوی صاحب کو کثرت کار میں یاد نہ رہا وہ اصطلاحات فقیر کی طرف پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

(۸ و ۹) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لئے فقیر نے ابوالعلاء امجد علی صاحب سے گزارش کردی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی۔ وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) **تلک عشرۃ کاملۃ ---- اللہ عز و جل انجمن کو مبارک تر** کرے۔ اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔ کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت و الجماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا۔ مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے۔ اور اس پر نقاہت و ضعف کی قوت، اور اس پر محض تنہائی و وحدت ہے، امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کی طرف توجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں، اہل سنت و مذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر

کے یہاں اقامت فرمائیں مہینہ دو مہینہ سال دو سال اور فقیر کا جو منٹ
خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اس وقت
مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کرسکتا تھا۔ اور جب بحمدہ تعالیٰ
سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ
کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے۔ ورنہ
فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابوالفرح عبدالحمید صاحب
نے فقیر سے ایک انجمن قائم کرکے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔
فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں سے لے رہا ہے ضروری
ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری ہے۔ فقیر نے عرض کی دوسرے کوئی
صاحب کو اس پر مقرر فرما دیجئے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہلسنّت
لیجئے۔ فرمایا نہ دوسرا کوئی اسے کرسکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے
سکتے ہیں، فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔

غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد انجام دے رہا ہے ان میں
سے ایک مقدور بھر بالفعل موجود ہے تو اسی کی خدمت انجمن تصور
فرمائیں، میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں، مذہب اہل سنت کا ادنی
خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ و دعاگو ہوں۔ البتہ وجوہ مذکورہ
بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت و طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا
کام لینے کی لیاقت و **حسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ یقول الحق ویہدی
السبیل**۔ اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورہ
خیر ہو ضرور مطلع فرمائیں۔ فقیر کی کیا حقیقت ہے۔ امیرالمومنین عمر فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت راشدہ فرماتے ہیں : تم
مشورہ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور میں اس کو نہ سنوں تو مجھ میں
بھلائی نہیں۔ **وفقنا اللہ تعالی و اباکم و سائر اخواننا لکل خیر و حفظنا
وایاکم من کل خیر و صلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولانا محمد و الہ
واصحابہ وابنہ و حزبہ اجمعین و بارک وسلم امین**۔ ۲۷ جمادی الاخر
۱۳۳۰ ہجری۔ (۴۸)

حضرت مولانا مفتی سلیم اللہ لاہوری قادری قدس سرہ (۴۹)

حضرت مولانا مفتی سلیم اللہ بن مفتی عظیم اللہ ۱۸۴۸ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد پشاور سے لاہور منتقل ہوگئے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور لاہور کے مشہور بزرگ خلیفہ حمید الدین سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ حکیم الٰہی بخش اور حکیم مولوی محمد بخش سے طب کی تعلیم حاصل کی اور لاہور کی نامور اور مشہور ہستیوں میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ درس نظامی اور طب کی تدریس کرتے تھے۔ تدریس میں یدطولی حاصل تھا۔ ہندو پاک کے علاوہ بلخ' بخارا' افغانستان' اور ایران تک کے طلبہ حصول فیض کے لئے آپ کے پاس آتے۔ بڑے بڑے اداروں کے مقابلہ میں تنہا آپ کی تدریسی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ طب کی ترویج و اشاعت کے لئے جب "انجمن الطباء" معرض وجود میں آئی تو اس کی صدارت کے لئے آپ کا انتخاب کیا گیا۔ آپ نہ صرف طب کی اشاعت میں پیش پیش تھے۔ بلکہ مسلمانوں میں علم کے فروغ کے شیدائی تھے۔ اور اس کے لئے آپ نے علمی طور پر بہت کچھ کیا ہے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی نشرو اشاعت کے لئے خلیفہ تاج الدین احمد' مولانا سراج الدین' مولانا محرم علی چشتی وغیرہم کے مشورہ سے لاہور میں ۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ء میں انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ جس کا بعد میں صدر بھی آپ کو چنا گیا۔ اس انجمن نعمانیہ نے دوسرے دینی کاموں کے علاوہ ایک عظیم الشان درس گاہ قائم کی جو پنجاب میں حنفی مسلمانوں کا اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ تھا۔

دوسرے بے شمار اہل علم کی طرح عمر میں بڑا ہونے کے باوجود پیر

مہر علی شاہ گولڑی کے سامنے دست عقیدت بڑھا دیا اور حلقہ ادارت میں شامل ہوگئے۔

آپ انجمن نعمانیہ ہند لاہور کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اور اس کے ہر منصوبہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے برابر جدوجہد کرتے رہے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیوں کی اکثریت پیر مہر علی شاہ مجدد گولڑوی کی عقیدت مند تھی۔ مگر مفتی صاحب اور مولانا محرم علی چشتی آپ کے مریدان باصفا تھے۔ ان ہی حضرات کی وجہ سے حضرت مجدد گولڑوی سے وابستہ علماء کرام کی مدرسین کی اکثریت مدرسہ نعمانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتی رہی۔ جن میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا غلام احمد حافظ آبادی' حضرت مولانا محمد حسن فیضی' حضرت مولانا غلام مرتضیٰ میانوی اور استاذ العلماء حضرت مولانا محب النبی سرفہرست ہیں۔

آپ مناظرہ لاہور میں حضرت مجدد گولڑوی کے ہمراہ رہے۔ اور خود ۱۸۹۱ء سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک کی سرگرمی سے مخالفت کررہے تھے۔ مناظرہ لاہور کی انتظامیہ میں بھی آپ شامل تھے۔ عمر کے آخری لمحات تک اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے مصروف جہاد رہے۔

آپ ضعف پیر کے باوجود بڑی مستعدی سے دینی کام کررہے تھے کہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں اچانک فالج کا حملہ ہوا اور ابدی سفر پر روانہ ہوگئے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کے جوار میں دفن ہوئے۔ حضرت مجدد گولڑوی کو اطلاع ہوئی تو آپ نے دعائے مغفرت فرمائی اور دیر تک آپ کے محاسن بیان کرتے رہے۔ اور ایک عرصہ پہلے ۱۹۰۸ء میں اپنی مثنوی "گومگو" میں آپ کے بارے میں فرمایا :

وان سلیم الطبع والدین خوش صفات
آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت دار دش از رنج و تاب
دین و دنیا باشدش خیر الماب

حکیم سلیم اللہ خاں انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیوں میں ہیں اور اس کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ آخر میں مدرسہ نعمانیہ کے ناظم اور مفتی مقرر ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے "تعارف" میں جو مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب نے مرتب کیا ہے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ آپ کا انجمن میں عمل دخل بہت زیادہ تھا۔ آپ انجمن میں شروع ہی سے منسلک رہے ہیں۔ جب انجمن کا دفتر شاہی مسجد کے حجروں میں تھا اس وقت انجمن اسلامیہ لاہور بھی شاہی مسجد میں قائم تھی۔ یہاں آپس میں کچھ اختلافات ہوئے تو مدرسہ نعمانیہ کو اندرون ٹیکسالی دروازہ کی عمارت میں منتقل کردیا گیا۔ مفتی صاحب اس وقت دبیر اول یعنی سیکریٹری جنرل تھے۔ انجمن کے دبیر مفتی سلیم اللہ خاں کی طرف سے اس سلسلہ میں جو وضاحت شائع ہوئی اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"درس گاہ انجمن عرصہ سولہ سال سے (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء تا ۱۳۲۱ / ۱۹۰۳ء) اس وقت تک بادشاہی مسجد کے حجروں میں تھا۔ اس مسجد کا بانی شاہ عالمگیر اورنگ زیب نور اللہ مرقدہ حنفی المذہب تھا۔ لہٰذا انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم ان حجروں میں نہایت ہی مناسب اور حسب منشائے بانی تھا۔

حجروں پر کیا موقوف اس مسجد میں نماز وغیرہ جو کچھ ہو حنفی مذہب کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر کوئی متولی اس کے خلاف کرے گا تو قیامت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے دربار میں جواب دہ ہوگا۔ انجمن اسلامیہ لاہور جو آج کل اس مسجد کی تولیت کا اعادہ کرتی ہے اس کو حنفیوں کا درس ان حجروں میں ناگوار گزرا۔ چونکہ انجمن نعمانیہ ہمیشہ تنازعات سے نفرت کرتی رہی ہے اور اس کا امن پسند مسلک سب کو معلوم ہے اس لئے درس گاہ کی تبدیلی مکان انجمن میں ضروری سمجھی گئی۔ بنابریں متوکلہ علی اللہ تعمیر درس گاہ کا قیام فوراً شروع کردیا گیا ہے۔" (۵۰)

مفتی سلیم اللہ خاں کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سے تعلقات بہت گہرے تھے۔ آپ اکثر اپنے ذاتی اور انجمن کے مسائل کے حل کے لئے بریلی شریف رجوع کرتے کیونکہ آپ مسلک حنفیت پر سختی سے قائم تھے اس لئے وہ اپنے دور کے امام ابوحنیفہ ثانی یعنی مولانا احمد رضا کی طرف نظریں دوڑاتے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو انجمن کے دبیر، ناظم اور مفتی کی حیثیت سے استفتاء بھیجے تھے۔ ممکن ہے آپ ندوۃ العلماء کے ابتدائی جلسوں میں شریک ہونے کے لئے ۱۸۹۶ء میں جب بریلی شریف تشریف لے گئے ہوں تو وہاں آپ کی ملاقات امام احمد رضا سے بھی ہوئی ہو۔ (۵۱) تعلقات سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کئی استفتاء بھیجے ہوں گے، مگر فتاوی رضویہ میں آپ کے حوالے سے چار استفتاء ملے ہیں۔ ان میں دو استفتاء وہ ہیں جن میں آپ کے ساتھ انجمن کے خلیفہ

تاج الدین (م ۱۳۴۷ھ) اور مولانا نور بخش کے نام بھی مستفتی کی حیثیت سے درج ہیں۔ مثلاً" جلد ہفتم میں ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از انجمن نعمانیہ لاہور ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

المستفتی سلیم اللہ خاں جنرل سیکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔ المستفتی تاج الدین احمد سیکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور' المستفتی نور بخش فانشنل سیکریٹری (۵۲)

دوسرا استفتاء فتاوی رضویہ جلد ہشتم میں ص ۱۶۹ پر موجود ہے۔ یہ دونوں استفتاء انجمن نعمانیہ لاہور کے انتظامی امور سے متعلق ہیں اس کے علاوہ مفتی سلیم اللہ صاحب کے دو استفتاء اور فتاوی میں ملتے ہیں۔ ایک جلد سوم (ص ۶۲۴) میں دبیر انجمن نعمانیہ لاہور کی حیثیت سے ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ کو لکھا تھا اور دوسرا استفتاء جلد دوم میں ملتا ہے اس کو یہاں ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : مولانا مولوی سلیم اللہ صاحب جنرل سیکریٹری' انجمن نعمانیہ لاہور ۳۰ ربیع الاخر ۱۳۳۲ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ کفار کا استعمال کیا ہوا چرس یا ڈول' چرمی یا حقہ چرمی دھو کر اور صاف کر کے مسلمان استعمال کر سکتا ہے۔

الجواب : دھونے اور صاف کرلینے کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا۔ استعمال بلاشبہ جائز ہے۔ صحیحین و مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی شریف میں ابو شعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے "قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن قدور المجوس فقال انقفوا غسلا واطبخوا فیہا۔ واللہ تعالی اعلم۔" (۵۳)

مفتی سلیم اللہ خاں ۱۹۱۳ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کے ناظم اور مفتی تھے اس زمانے میں ایک استفتاء مولانا محمد اکرام الدین بخاری صاحب کا امام احمد رضا کے پاس گیا جس کا جواب اعلی حضرت نے ایک رسالہ کی صورت میں دیا اور جس کا ذکر مولانا محرم علی چشتی نے اپنے استفتاء میں کیا بھی ہے وہ رسالہ "الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن ۱۳۳۰ھ) جب لاہور پہنچا تو مفتی سلیم اللہ خاں نے بھی اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی یہاں اس تصدیق کے الفاظ ملاحظہ کیجئے :

"الجواب صحیح و موثق بنصوص الصحیح و روایات المستند جز اللہ خیر الجزا فی الدارین الراقم الفاضل الجلیل وعلامۃ النبیل ایۃ من ایات اللہ! حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ لاہور" (۵۴)

اس رسالہ پر کئی اور دیگر اکابرین کی تصدیقات اور تقریظات موجود ہیں۔ مثلاً" مولانا امجد علی اعظمی' مولانا وصی احمد حنفی سورتی' مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا محمد عمر مراد آبادی وغیرہ۔ مولانا محمد عمر مراد آبادی کی عربی تصدیق ملاحظہ کیجئے :

"ماحققہ عمدۃ العلماء الاعلام زبدۃ الفقہاء الکرام قدوۃ الفضلاء العظام امام النبلاء الفخام قاطع ورید المروۃ اللا نم مظہر الکلمات العرفانیہ کاشف الایات الربانیہ حامی السنۃ واہل السنۃ ماحی اثار الکفر والبد عۃ وحید العصر فرید الد ھر مجد د الزمان سید نا العریف الماھر مولانا المولوی محمد احمد رضا خان سلمہ اللہ المنان

فهو حق صراح و صدق قراح والحق احق بالا تباع- و فقنا الله تعالی وسائر المسلمین- والصلوة والسلام علی ختم المرسلین واله وصحبه حماة الدین- کتبه العبد المفتقر الی ربه الاکبر محمد عمر المراد ابادی (۵۵)

خلیفہ تاج الدین احمد قادری

مولانا تاج الدین قادری بن شیخ محمد عیسیٰ موضع میاں والی راجیاں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ درس نظامی کا استفادہ سید غلام رسول سے کیا۔ درس حدیث کے لئے لاہور تشریف لائے اور مولانا شہاب الدین سے درس حدیث لیا اور ایک روایت کے مطابق مولانا تاج الدین نے مدرسہ نعمانیہ سے دستار فضیلت حاصل کی۔ لاہور میں آپ کے مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور مولانا غلام قادر بھیروی سے گہرے مراسم تھے اور نماز جمعہ ہمیشہ مولانا غلام قادر بھیروی کے پیچھے ادا کرتے اور جب بھی مولانا بھیروی لاہور سے باہر تشریف لے جاتے تو آپ نماز جمعہ کے معمولات ادا کرتے۔ (۵۶)

تحصیل علم کے بعد آپ سلسلہ عالیہ قادریہ پیر صاحب مانکی حضرت عبدالوہاب قادری (م ۱۹۰۴ء) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں ہوا۔ سید دیدار علی شاہ الوری نے نماز جنازہ پڑھائی اور مسجد تاج الدین کے احاطہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ (۵۷)

خلیفہ تاج الدین احمد صاحب انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین سے

ہیں اور دبیر ثانی کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ لاہور میں چیف کورٹ پنجاب کی عدالت کے مختار عدالت تھے۔ آپ انجمن کے سالانہ جلسوں کے انعقاد کے موقع پر علماء و فضلاء کو تحریری دعوت نامہ بھیجتے تھے۔ چنانچہ ایک حوالہ میسر آیا جس میں مولانا تاج الدین نے مولانا محرم علی چشتی کے ساتھ ۱۳۳۲ھ کے سالانہ جلسہ کے لئے پیر صاحب گولڑہ شریف کو دوبارہ ۲۶ ویں جلسے میں شرکت کی دعوت دی اگرچہ حضرت مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ۲۵ ویں جلسہ میں تقریر فرما چکے تھے جس میں مولانا وصی احمد محدث سورتی صاحب بھی شریک محفل تھے۔ پیر صاحب نے معذرت کا اظہار کیا اور خط میں دونوں حضرات کو خطاب کیا۔

"مہربان من چشتی صاحب و مولوی تاج الدین احمد صاحب! بعد اہدائے سلام مسنون عذر عدم تعمیل عنایت نامہ درباب شمولیت جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور شرح رسانند...... مہر علی شاہ عفی عنہ" (۵۸)

پیر صاحب گولڑہ شریف کی انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء کی تقریر کے موقع پر حضرت مولانا وصی احمد سورتی صاحب بھی موجود تھے۔ تقریر سن کر آپ نے فرمایا :

سبحان اللہ حضرت نے ابتداء میں ایسی بلند پرواز فرمائی کہ ارباب علم کو بھی محو حیرت کردیا۔ اور آخر میں اس قدر عام فہم مسائل پر فقہ پر گفتگو فرمائی کہ عوام کو بھی مضمون ذہن نشین کرادیا۔ (۵۹)

انجمن نعمانیہ کے ابتدائی رسائل آپ ہی کی سرپرستی میں چھپتے

تھے۔ احقر کو چند رسائل دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ تمام آپ ہی نے مرتبہ کئے
ہیں اس کا عکس آخر میں دیا گیا ہے۔ مولانا تاج الدین بھی مفتی سلیم اللہ
خاں کی طرح انجمن نعمانیہ کی ریڑھ کی ہڈی تھے۔ کاش کہ آپ کی خدمات
پر کوئی اہل قلم تفصیلات جمع کرے۔ آپ کے دو استفتاء بنام امام احمد رضا
اور خط کا حوالہ پیچھے صفحات میں دیا جاچکا ہے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری

حضرت مولانا محمد ابوالرحمٰن غلام دستگیر قصوری الہاشمی ابن مولانا
حسن بخش صدیقی اندرون موچی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کو
حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری (٦٠) کا شاگرد، خواہر زادہ (بھانجا)،
مرید اور خلیفہ مجاز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ١٨٩٠ء میں حج و زیارت
سے مشرف ہوئے۔ تبلیغ اسلام اور مخالفین اسلام کی سرکوبی میں آپ کی
خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں کوئی مناظر آپ کا ہمسر
نہ تھا۔ آپ کی بیشتر تصنیفات بدمذہبوں کے رد میں ہیں۔ آپ کا وصال
١٣١٥ھ / ١٨٩٧ء میں ہوا۔ (٦١) قصور کے مشہور قبرستان میں آپ کی
آخری آرام گاہ بنی۔

مولانا محمد نبی بخش حلوائی (م ١٣٦٥ھ مطابق ١٩٤٥ء) (مولف پنجابی
منظوم تفسیر نبوی) نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے وصال پر "غفرلہ" سے
١٣١٥ھ کے عدد کے مطابق تاریخ وفات نکالی۔ (٦٢)

مولانا غلام دستگیر قصوری کی زندگی اہلسنّت و جماعت کی اعتقادی
زندگی سنوارنے کے لئے ایک مسلسل جہاد تھی۔ وہ انگریز کے ساتھ ساتھ

وہابی، نیچری، دیوبندی، مرزائی، غیر مقلد اور دیگر مذہبوں کے اعتراضات کا
بھرپور جواب دیتے۔ اس سلسلے میں اکثر تصانیف آپ کی شاہد ہیں۔ آپ
فتنہ ریزیوں کی بیخ کنی کے لئے پورے برصغیر بالخصوص پنجاب کے قریہ قریہ
پہنچے۔ مناظروں اور مباہلوں کے لئے ہر ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔
ایک موقع پر پنجاب کے لوگوں نے انتہائی فتنہ گری کے دور میں امام احمد
رضا کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا۔ "وہابیوں کے سرکوب "مولانا غلام
دستگیر قصوری" کے ہوتے ہوئے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔" (٦٣)

حضرت غلام دستگیر قصوری قدس سرہ العزیز کی امام احمد رضا سے
بریلی شریف میں ١٣٠٨ھ میں بالمشافہ ملاقات ہوئی ہے۔ اس ملاقات کے
موقع پر اعلی حضرت نے اپنا ایک رسالہ "**سبحٰن السبوح عن عیب کذب
المقبوح** ١٣٠٧ھ" آپ کو پیش کیا۔ آپ نے مختصراً" اس کا مطالعہ کیا اور
بہت پسند فرمایا اور ایک بزرگ عالم کی حیثیت سے عم عصر نوجوان عالم
دین امام احمد رضا خاں قادری جن کی عمر اس وقت ٣٢ سال تھی، کی نہ
صرف پذیرائی فرمائی بلکہ ان کے اسلاف کو بھی خراج عقیدت پیش کیا۔
آپ نے ان خیالات کا اظہار اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد ایک تقریظ
لکھ کر فرمایا۔ تقریظ ملاحظہ کیجئے:

"تحریر مولانا غلام دستگیر **من وہنا القادر القدیر بر رسالہ مبارکہ
(سبحٰن السبوح عین عیب کذب المقبوح)**"

"فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ جمادی الاول ١٣٠٨ھ میں بریلی
میں وارد ہوا اور اس مبارک رسالے کے دیکھنے کا اتفاق پڑا۔ چونکہ مدت
دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا اور ملاقات احباب اور نیز مشورہ

امر دینی کے سبب جو وکلاء سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی کہ معمولی
وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوئے تھے ان چار روز میں وہ
بھی پورے نہ ہو سکے۔ اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر
بالاستیعاب کیا کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا مگر ابتداء اور درمیان
اور انتہا سے جو دیکھا تو مسئلہ "امکان کذب باری تعالیٰ" کا رد پایا اور
اسے آنکھوں سے لگایا۔ **الحمد للہ رب حمدا" کثیرا"** کہ اس کے مولف
علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے **عمدۃ الخلف وبقیتہ**
سلف ہیں۔ اس بارے میں بھی اپنے عزیز و اقارب کو جو ہمیشہ کار خیر
اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا۔ " **جزاہ اللہ الشکور**
عنی وعن جمع المسلمین خیر الجزاء و اوصلہ الی غایتہ مایحب و
یرضی۔ الھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالی علی
خیر خلقہ مظہر لطفہ و احسانہ سیدنا محمد و عترتہ اجمعین۔ الھم
ارحمنا معھم برحمتک یاارحم الراحمین۔ ۱۵ جمادی الاول روز روانگی
وطن یہ چند حروف لکھے گئے **واللہ ھوالمسیر اللصعاب**۔" (۶۵)

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی بھی آپ کو بڑی قدر کی
نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کے مطالعہ میں مولانا غلام دستگیر قصوری کی
کتابیں رہا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ کے فتاوی میں جہاں آپ امکان
کذب باری تعالیٰ سے متعلق ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں اس میں
آپ نے مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کا حوالہ بھی دیا
ہے۔ (۶۶) مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین
الرشید والخلیل" جو ریاست بہاولپور کے ایک تاریخی مناظرہ کی روئداد

ہے۔ بہاولپور کے اس مناظرہ میں مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کے علاوہ
اور بھی کئی عبارات پر مولانا قصوری کا مناظرہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
سے ہوا تھا جس کو آپ نے شکست فاش دی۔ اس مناظرہ کے حکم والئی
ریاست بہاولپور نواب محمد صادق عباسی کے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام
فرید چاچڑاں شریف تھے۔ اس مناظرہ کے فیصلے کے بعد نواب صاحب نے
مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکل جانے کا حکم دیا۔ بعد میں
اس روئداد کا عربی میں ترجمہ ہوا اور مولانا جب حج کے لئے حاضر ہوئے تو
آپ نے اپنے اس فتوے اور کتاب پر علمائے حرمین سے تصدیقات حاصل
کیں خاص کر مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، شیخ
صالح محمد کمال مفتی حنفیہ مکہ، شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مولانا
عبدالحق مکی وغیرہ۔ (۶۷)

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی

مفتی محمد عبداللہ ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے۔ سال پیدائش غالبا"
۱۸۵۴ء ہے اور ۷۰ سال کی عمر میں ۱۹۲۴ء میں انتقال ہوا (۶۸) جب کہ
مولانا محمود احمد قادری صاحب نے آپ کا سن وصال ۱۹۳۰ء لکھا ہے۔
(۶۹) ابتدائی تعلیم کے بعد مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھ (م ۱۳۳۴ھ) سے
درسیات پڑھیں۔ مولوی احمد علی سہارن پوری (م ۱۲۹۷ھ) سے دورہ
حدیث کیا۔ (۷۰) دہلی سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور ۱۸۸۳ء میں
اورینٹل کالج لاہور کے عربی مدرس مقرر ہوئے اور ۱۹۱۷ء تک اسی کالج
سے وابستہ رہے پھر کچھ عرصہ دارالعلوم ندوہ میں تدریسی خدمت انجام دی

اور آخر میں مدرسہ عالیہ کلکتہ تشریف لے گئے۔ جہاں ۱۹۲۴ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ (۷۱)

مفتی ٹونکی علم فقہ کے بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ آپ کی علمی فضیلت کا ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی اعتراف کیا۔ آپ فرماتے تھے :

"اس ناتواں جسم میں علم و فضل کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ کوزے میں دریا بند ہونے کی مثل ان پر صادق آتی ہے۔" (۷۲)

مفتی محمد عبداللہ اگرچہ لاہور کے باشندے نہیں اور نہ یہاں انتقال فرمایا مگر چونکہ ایک عالم کی حیثیت سے انہوں نے لاہور میں ۳۵ سال گزارے اس لئے آپ کو لاہور کے علماء میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ نے ۱۳۰۶ھ میں مولوی محمود حسن دیوبندی اسیر مالٹا (م ۱۹۲۰ء) کو لاہور میں ایک مناظرہ میں ذلت آمیز شکست دی اور ایک رسالہ محمود حسن دیوبندی کے رسالے "جہد المقل" کے رد میں "عجالتہ الراکب فی امتناع کذب الواجب" ۱۳۰۸ھ میں لکھا۔ اس کے علاوہ "تعلیقات المفتی" اور "عقد الدرر فی جید نزہتہ النظر" پر حاشیہ آپ کی یادگار تالیفات ہیں۔ (۷۳)

مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے لاہور میں قیام کے دوران انجمن نعمانیہ لاہور اور مدرسہ حمیدیہ (۷۴) لاہور میں بھی خدمات انجام دیں۔ اس دوران آپ نے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی سے مختلف مسائل کے سلسلے میں استفسارات فرمائے جو فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں۔ آپ کا بھیجا ہوا ایک استفتا اور اعلی حضرت کا فتوی ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور مرسلہ مولوی عبداللہ ٹونکی ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا

اور اس کی منکوحہ ہے اور منکوحہ سے جو فوت ہوگئی ہے۔ ایک لڑکا ہے۔ یہ ایسی صورت ہے کہ متوفی کی منکوحہ کو اور ۸ حصہ متوفی کی متروکہ مال سے پہنچے۔ اس شخص متوفی پر دین بھی ہے کہ متوفی کے اس متروکہ سے دلوایا جاسکتا ہے۔ پس اگر منکوحہ مذکوہ اپنے آٹھویں حصہ کو دین کے ادا سے بچالے اور یہ چاہے کہ اولاد متوفی کے دین کے بارے میں **متکفل** ہوں اور میرا حصہ خالص رہے پس ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے قاضی شرع دین کا حساب اس آٹھویں میں بخوبی دے گا یا اس پر جبر نہیں کرسکتا بینوا توجروا۔"

الجواب : "عورت کا مہر اگر باقی ہے تو وہ بھی مثل سائر دیون ایک دین ہے اس کے ذریعہ سے حصہ رسد ثمن سدس نصف ثلث کم زائد جو کچھ پڑے اپنے لئے بچا سکتی ہے مگر یہ خواہش کے ترکہ سے اپنا ثمن حق زوجیت بذریعہ وراثت جدا کرے اور دیون صرف دیگر ورثہ کے سہام پر ڈالے یہ محض باطل تغیر حکم شرع ہے۔ **قال تعالی فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیتہ بہا اودین! واللہ تعالی اعلم"** (۷۵)

اس کے علاوہ مفتی صاحب کے ۳ اور استفتاء فتاوی رضویہ میں موجود ہیں۔ (۱) فتاوی رضویہ جلد ۵ حصہ چہارم ص ۴۰ (۲) جلد ہفتم ص ۴۱۹ (۳) جلد ہشتم ص ۸۱۔ آپ کی رہائش جلد ہفتم کے استفتاء میں محلہ بازار حکیماں درج ہے۔

سید دیدار علی شاہ الوری

مرجع الفقہاء و المحدثین حضرت سیدنا مولانا سید محمد دیدار علی

شاہ ابن سید نجف علی شاہ ریاست الور میں ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں
پیدا ہوئے۔ الور میں مولانا قمر الدین سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ فقہ،
منطق اور درس نظامی کی بقیہ کتب مولانا ارشاد حسین رام پوری (م
۱۳۱۱ھ) اور مولانا کرامت اللہ دہلوی (م ۱۹۲۸ء) سے پڑھیں۔ مولانا احمد
علی محدث سہانپوری (م ۱۲۹۷ء) اور مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی
(م ۱۳۱۳ھ) سے اجازت حدیث حاصل کی۔ (۷۶) حضرت مولانا وصی احمد
محدث سورتی اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی آپ کے ہم درس تھے۔ آپ
سلسلہ نقش بندیہ میں حضرت فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید اور
خلیفہ تھے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت سید علی حسین کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ)
اور سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی کے خلیفہ
مجاز تھے۔ (۷۷)

سید محمد دیدار علی شاہ الوری نے درسی علوم سے فراغت کے بعد
مولانا ارشاد حسین رام پوری فاروقی مجددی علیہ الرحمتہ (المتوفی ۱۳۱۱ھ)
کے مشورے پر "ارشاد العلوم" رام پور میں اپنی عملی اور تدریسی زندگی کا
آغاز کیا اور کچھ عرصے کے بعد بمبئی چلے گئے۔ آپ نے اپنے آبائی شہر
الور میں ایک دینی درس گاہ "مدرسہ قوت اسلام" ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء
میں قائم کیا اس کے بعد ۱۹۱۲ء میں لاہور تشریف لے آئے اور یہاں شہرہ
آفاق دینی درس گاہ دارالعلوم نعمانیہ میں "شیخ الحدیث" کے منصب پر
۱۳۳۰ھ میں فائز ہوئے۔ انجمن نعمانیہ کے ۲۵ ویں سالانہ اجتماع میں
برصغیر پاک وہند کی تین عظیم ہستیاں اور ممتاز علماء دین اور محدثین یعنی
مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا

سید دیدار علی شاہ الوری ایک ساتھ جلسہ میں جلوہ افروز ہوئے اور تینوں
کا بیان بھی ہوا۔ اس سے قبل یہ تینوں علماء دین دورہ حدیث کے موقع پر
۱۲۹۵ھ میں ۳۵ سال قبل مولانا احمد سہارنپور کے پاس دروہ حدیث میں
شامل ہوتے تھے۔ (۷۸)

سید محمد دیدار علی شاہ الوری لاہور سے پھر ایک دفعہ جامع مسجد
آگرہ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف
لے آئے اور یہاں بحیثیت مفتی بڑی شہرت حاصل کی۔ آپ نے ۱۳۳۸ھ
مطابق ۱۹۲۰ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم
کی سعادت حاصل کی اور واپسی پر ایک دفعہ پھر لاہور میں سکونت حاصل
کرلی۔ اول آپ جامع مسجد نواب وزیر خاں (۷۹) میں خطیب و مفتی کی
حیثیت سے خدمت انجام دینے لگے اور جلد ہی ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں
آپ نے لاہور میں مرکزی انجمن "حزب الاحناف" کی بنیاد رکھی (۸۰)
اور اس انجمن کے ماتحت مسجد وزیر خاں میں درس نظامی کی تعلیم و تدریس
کا آغاز فرمایا اور پھر دارلعلوم حزب الاحناف کے نام سے مدرسہ کا باقاعدہ
سلسلہ شروع کیا۔ یہ مدرسہ عالی شان عمارت کے ساتھ آج کل سید محمد
دیدار علی شاہ کے نبیرہ حضرت علامہ مولانا محمود احمد رضوی مدظلہ العالی
(شارح صحیح بخاری) پ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء) ابن سید ابوالبرکات سید
احمد قادری کی سرپرستی میں خدمت دین انجام دے رہا ہے۔

سید محمد دیدار علی شاہ الوری نے درس و تدریس، وعظ و تقریر کے
ساتھ ساتھ قلمی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ کی تصانیف میں مقدمہ
"تفسیر میزان الادیان سورہ فاتحہ" آپ کی علمی صلاحیتوں کا جیتا جاگتا

ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی تصانیف ہیں کچھ کے نام ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ہدایتہ الطریق (۲) المبسوط فریضتہ الجمعہ (۳) سلوک قادریہ' (۴) علامات وہابیہ (۵) فضائل رمضان' (۶) فضائل شعبان' (۷) الاستعانت من اولیاء اللہ (۸) دیوان دیدار علی بزبان اردو (۹) دیوان دیدار علی بزبان فارسی۔ (۸۱)

امام المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ' العزیز کے پاک و ہند میں سیکنڑوں تلامذہ ایسے ہیں جنہوں نے شہرت دوام حاصل کی۔ آپ کے دونوں صاجزادگان سید ابوالبرکات سید احمد قادری اور ابوالحسنات سید محمد قادری صاحب تفسیر الحسنات (المتوفی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۱ء) کے علاوہ حضرت علامہ مفتی شاہ رکن الدین الوری نقش بندی (م ۱۳۵۵ھ اور مولانا مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری (المتوفی ۱۹۸۲ء) کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت سید دیدار علی الرحمتہ کا وصال ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ہوا۔ اندرون دہلی دروازہ قدیم دارالعلوم حزب الاحناف کے احاطہ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی آپ کے مزار کے لوح پر آپ کے صاجزادے ابوالحسنات غازی کشمیر کا لکھا ہوا قطعہ کندہ ہے۔

حافظ پس سر کوئی اعداء شریعت

دیدار علی یافتہ دیدار علی را (۸۲)

حضرت دیدار علی علیہ الرحمہ کی اعلی حضرت سے پہلی ملاقات کا ذکر

کرتے ہوئے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رقم طراز ہیں :

"حضرت صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء) صاحب تفسیر خزائن العرفان نے مولانا سید دیدار علی کی اعتقادی رہنمائی اور پختگی کے لئے اعلی حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا ذکر کیا اور مولانا کو ملاقات کی ترغیب دی تو سید دیدار علی نے جواب میں کہا!

"بھائی! مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے۔ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے طبیعت کے درشت ہیں۔"

اس کے باوجود مولانا نعیم الدین آپ کو بریلی لے گئے اور اعلی حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ سید دیدار علی نے ازراہ ادب عرض کی :

"حضرت مزاج کیسے ہیں؟"

اعلی حضرت فرمانے لگے ! "بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہوں' مزاج کا درشت ہوں۔"

بات سنتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور معذرت پیش کرکے سر عقیدت سے جھکادیا اور پھر اعلی حضرت نے نگاہ شفقت سے اعتقادی روشنی کا وہ رنگ بھر دیا کہ مولوی ظفر علی (۸۳) کا قلم بھی اس رنگ کو پھیکا نہ کرسکا۔" (۸۴)

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی نے نہ صرف آپ کو بلکہ

آپ کے ساتھ آپ کے فرزند ارجمند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری ۸۵ علیہ الرحمہ کو سند خلافت کے ساتھ تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

امام احمد رضا بریلوی نے "ذکر احباب و دعا احباب" کے عنوان سے اپنے خلفاء کے لئے منظوم دعائیہ کلمات کہے ہیں اس میں سید دیدار علی علیہ الرحمہ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

تری رضا پر تری رضا ہو
اس سے غضب تھراتے یہ ہیں

مولانا دیدار علی کو
کب دیدار دکھاتے یہ ہیں

ان پر کرم رکھ سر بہ قدم رکھ
تیرے ہی کہلاتے یہ ہیں

تیرے گدا ہیں تجھ پر فدا ہیں
تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں (۸۶)

سید دیدار علی شاہ الوری نقش بندی قدس سرہ العزیز کے دو استفتا فتاوی رضویہ میں موجود ہیں ایک استفتاء فتاوی کی چھٹی جلد میں اور دوسرا ۱۲ ویں جلد میں چھپا ہے۔ یہ دونوں استفتاء آپ نے اکبر آباد (آگرہ) سے اس وقت روانہ کئے تھے جن دنوں آپ خود آگرہ کی جامع مسجد میں امام و خطیب اور مفتی اعظم آگرہ تھے۔ استفتاء اور فتوے کے اقتباسات ملاحظہ

کریں۔

مسئلہ : از اکبر آباد' چھوٹی گلی حکیموں کی' معرفت محمد نفیس صاحب مرسلہ مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری ۱۴؍ شعبان ۱۳۳۸ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اثنائے وعظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان کلمات کا اطلاق کیا نعوذ باللہ آپ یتیم' غریب' مسکین' بے چارے تھے...... جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ لکھ دیں کہ یہ الفاظ موجب توہین رسالت اور موجب کفر ہیں...... تو اس کے لکھنے سے بھی منکر ہوگیا...... کیا بلا توبہ اس کا وعظ سننا...... اور ان سے ملنا جائز ہے یا نہیں۔" (۸۷)

الجواب : اعلی حضرت کے مدلل اور طویل جواب میں سے چند عبارات ملاحظہ کیجئے :

"حضور اقدس قاسم النعم' مالک الارض و رقاب امم معطی منعم' قثم قیم' ولی والی' علی عالی' کاشف الکرب' رافع الرتب' معین کافی' حفیظ وافی' شفیع شافی' عفو عافی' غفور جمیل' عزیز جلیل' وہاب کریم' غنی عظیم' خلیفہ مطلق حضرت رب' مالک الناس و دیان العرب' ولی الفضل جلی الافضال' رفیع المثل' ممتنع الامثال صلی اللہ علیہ وسلم والہ وصحبہ و شرف اعظم کے شان ارفع و اعلی میں الفاظ مذکورہ کا اطلاق

ناجائز و حرام ہے۔" (۸۸)

امام احمد رضا خاں نے اس کے بعد خزانۃ الاکمل، زرقانی علی المواہب، نسیم الریاض، شفا شریف، شرح ہمزیہ سے ۳ صفحات پر مشتمل دلائل پیش کئے اور فتوی کے آخر میں اس شخص سے متعلق جو کلمات لکھے وہ ملاحظہ کیجئے:

"وہ ضرور بددین گمراہ فاسد العقیدہ، مختل الایمان بلکہ ظاہرا" بالقصد مرتکب توہین حضور سید الانس والجان ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا وعظ سننا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام ہے، اس سے ملنا جلنا حرام ہے، اس سے سلام علیک کرنا حرام، اپنی تقریب میں اسے بلانا حرام، اپنا کوئی دینی کام اگرچہ صرف نکاح خوانی ہو اسے سپرد کرنا حرام۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۸۹)

سید دیدار علی صاحب کا دوسرا استفتاء بھی بہت اہم ہے جو ۱۲ ویں جلد میں شائع ہوا ہے یہ استفتاء بھی آگرہ سے روانہ کیا گیا تھا ملاحظہ کیجئے:
مسئلہ ! مسئولہ مولانا سید دیدار علی صاحب الوری اواخر شعبان ۱۳۳۸ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین دوبارہ ایسے شخص کے جو فتوی دے ایسا کہ جو کوئی خاندان عالیہ قادریہ کو اور خاندانوں سے افضل و اعلی نہ جانے اور باوجود افضلیت کے پھر دوسرے خاندانوں میں بیعت حاصل کرے وہ ضال اور مضل اور ذریت شیطان لعین میں سے

ہے۔ ایسا کہنے والا یا فتوی دینے والا کیسا ہے۔" بینو توجروا"

الجواب : "بلاشبہ خاندان اقدس قادریہ تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ افضل الاولیاء اور امام العرفاء و سید الافراد و قطب ارشاد ہیں۔ مگر حاشا للہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا ان میں سے بیعت ناجائز و حرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہ مذاہب اربعہ اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب حنفی افضل المذاہب، واضح المذاہب و اولہا بالحق ہے۔ مگر حاشا کہ مستبعان مذہب ثلثہ باقیہ عیاذ باللہ ضال و مضل ہیں۔ ایسا کہنا خود صریح باطل و لغو ہے۔" (۹۰)

سید دیدار علی شاہ الوری جن دنوں مفتی آگرہ کی حیثیت سے جامع الاکبر آباد میں مفتی تھے ان دنوں آپ کے پاس اعلی حضرت امام احمد رضا کی ایک فتوی بعنوان رسالہ **"الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیلشرۃ"** تصدیق کے لئے آیا تھا۔ آپ نے اس پر نہ صرف تصدیق کی مہر ثبت کی بلکہ طویل تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ آخر میں اپنا نام اس طرح درج کیا ہے:

حررہ العبد الراجی ربہ ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی فی المفتی جامع الاکبر باد (۹۱)

اعلی حضرت کے اس رسالہ لاہور کے ایک اور معروف عالم دین مولانا محمد اکرام الدین بخاری واعظ الاسلام خطیب و امام مسجد وزیر خاں لاہور کے علاوہ ملتان کے مولانا غلام رسول صاحب ملتانی کی بھی عربی زبان میں تصدیق موجود ہے ان کے علاوہ ۷۶ اور دیگر معروف علماء اور مفتیان کی تصدیقات موجود ہیں۔ (۹۲)

مفتی محمد غلام جان قادری ہزاروی

مفتی محمد غلام جان ابن احمد جی ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں تحصیل مانسہرا ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم صائم الدہر اور قائم الیل تھے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی کتب والد ماجد ہی سے پڑھیں۔ دیگر کتب غلام رسول گجراتی' مولوی برکات احمد ٹونکی (۹۳) مولانا سلامت اللہ خان (م ۱۳۳۸ھ) سے پڑھیں۔ آپ نے کچھ عرصہ مدرسہ عالیہ ریاست رام پور میں بھی تعلیم حاصل کی پھر ۱۳۳۵ھ میں آپ بریلی شریف پہنچے اور منظر اسلام میں صدر مدرس حضرت علامہ مولانا ظہور الحسن صاحب فاروقی رام پوری (م ۱۳۴۲ھ) سے دورہ حدیث مکمل کیا اور ۲۲ سال کی عمر شریف میں ۱۳۳۷ھ میں فارغ التحصیل ہوگئے (۹۴) اس موقع پر آپ اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔ ۱۳۳۸ھ میں آپ اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر خواجہ محمود صاحب کی دعوت پر تونسہ شریف پہنچے کچھ عرصے تدریسی خدمت انجام دی اور مکھڈ تشریف لے گئے۔ رئیس ضلع ہزارہ محمد امیر خاں کی دعوت پر ہزارہ پہنچ کر قضاء کے عہدہ پر فائز ہوئے اس کے بعد لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں آپ انجمن دارالعلوم نعمانیہ سے وابستہ ہوگئے۔ مدرس رہے' مفتی ہوئے اور بعد میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ (۹۵) آپ نے خلیفہ اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور پاکستان بننے کے بعد جمعیت العلمائے پاکستان سے منسلک ہوگئے۔ آپ کا وصال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء لاہور میں ہوا۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی شیخ الحدیث "جامع حزب الاحناف" نے

نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو غازی علم الدین شہید کے مزار کے احاطے میں میانی صاحب کے قبرستان میں دفنایا گیا۔ آپ کے وصال پر محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قادری رضوی (م ۱۹۶۲ء) نے ایک موقع پر فرمایا!

"مفتی صاحب اعلیٰ حضرت کی نشانی تھے' میں جب ان کو دیکھتا حضرت کی یاد تازہ ہوجاتی۔" (۹۶)

مفتی صاحب کی چند قلمی یادداشتوں کا ذکر بھی تاریخ میں ملتا ہے مگر افسوس کہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں لیکن مخطوطات کے چند نام ملاحظہ کریں۔

(۱) فتاویٰ غلامیہ (۲) دیوان (۳) نور العین فی سفر الحرمین (۴) سیف الرحمانی علی راس القادیانی (۵) اذان علی البقر۔ (۹۷)

حضرت مولانا مفتی غلام جان قادری ہزاروی ثم لاہوری اپنے طالب علمی کے دور میں بریلی شریف میں رہتے ہوئے امام احمد رضا خاں سے بالمشافہ استفسار تو فرماتے ہی ہوں گے مگر آپ نے تحریری طور پر بھی کئی استفسار فرمائے اس کا دورانیہ وہی دور ہے جس دور میں آپ "مدرسہ منظر اسلام" میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ فتاویٰ میں ۴ استفتاء پر فقیر کی نظر پڑی ہے جس میں سے ۳ استفتاء فتاویٰ رضویہ کی جلد سوم میں ص ۵۸۸' ۶۰۳ اور ۶۶۷ پر موجود ہیں جب کہ ایک استفتاء چوتھی جلد کے ص ۱۱۰ پر چھپا ہے تمام استفتاء میں آپ کے نام کے ساتھ طالب علم لکھا ہے۔

ایک دو استفتاء ملاحظہ کیجئے:

مسئلہ: از شہر محلہ جسولی مسئولہ مولوی غلام جان پنجابی طالب علم

مدرسہ اہلسنت و جماعت ۱۶ شعبان ۱۳۳۶ھ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۰۸)

مسئلہ : از شہر بریلی مدرسہ منظر اسلام مسئولہ غلام جان صاحب طالب علم ۱۵ شوال ۱۳۳۷ھ (جلد سوم ص ۶۰۳)

مسئلہ : از بریلی مدرسہ منظر السلام مسئولہ غلام جان صاحب طالب علم ۱۸ شوال ۱۳۳۷ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص جس پر نماز قصر ہو وہ سفر میں اگر دیدہ دانستہ بہ نیت زیادہ ثواب پوری نماز پڑھے گا تو گناہ گار ہوگا یا نہیں۔"

الجواب : "بے شک گناہ گار و مستحق عذاب ہوگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"صدقتہ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ" واللہ تعالیٰ اعلم (۹۸)

مفتی غلام جان قادری ہزاروی نے اعلیٰ حضرت کی صحبت میں ۳'۴ سال گزارے اور بھرپور طریقے سے استفادہ کیا۔ چنانچہ جب آپ وہاں سے رخصت ہوئے تو آپ نے کئی جگہ قاضی اور مفتی و شیخ الحدیث کے منصب پر خدمتیں انجام دیں اور مشن اعلیٰ حضرت کو فروغ دیا اور آخر میں لاہور پہنچ کر اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد لوگوں کو اپنے منصب افتاء سے فائدہ پہنچایا۔ آپ کے منصب افتاء کے تاریخی مادے نکالے گئے وہ اس منصب کی مقبولیت کی گواہی دے رہے ہیں۔ محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہ العالی نے آپ کے وصال کے بعد دو تاریخی

مادے نکالے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ ایک عیسوی اعتبار سے "معارف آگاہ مفتی اعظم" (۱۹۵۹ء) اور دوسرا ہجری تاریخ سے "فوت شدہ مفتی جہاں" (۱۳۷۹ھ) — (۹۹)

ملا محمد بخش حنفی چشتی

انجمن نعمانیہ لاہور کی مجلس انتظامیہ کے رکن ملا محمد بخش صاحب لاہور سے نکلنے والے اخبار "جعفرزٹلی" کے مالک تھے اور آپ ہی غالباً لاہور سے نکلنے والے ایک اخبار "ہنر" میں منیجر کی حیثیت سے بھی کام کرچکے تھے۔ اس سے زیادہ آپ کے متعلق معلومات حاصل نہ ہوسکیں آپ نے بھی ایک موقعہ پر اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمایا یہ استفتاء فتاویٰ رضویہ کی جلد ششم کے ص ۱۰۱ پر موجود ہے ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور بازار کڑہ کالج شرنوالہ مسئولہ خادم اسلام ملا محمد بخش حنفی چشتی سابق منیجر اخبار ہنر ۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امر مشروع اور مباح شرعی کو کوئی شخص حرام شرعی اور ممنوع مذہبی بنانے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں غیر مشروع اور حرام شرعی پر کوئی شخص مشروع اور حلال شرعی بناسکتا ہے یا نہیں جیسے کہ گائے کی قربانی مشروع اور مباح شرعی ہے کیا اس کو کوئی لیڈر قوم ممنوع شرعی کراسکتا ہے' ہنود کی مجالس اعیاد میں شرکت جو ممنوع اور حرام شرعی ہے' کیا لیڈروں کی رائے سے وہ شراکت جائز اور حلال ہوسکتی ہے یا نہیں' بینوا توجروا'

الجواب : یہ دین پاک اللہ واحد قہار نے محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر تمام جہان کے لئے قیامت تک کے واسطے اتارا ہے'

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔

(الفرقان : ۱)

قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف : ۱۵۸)

اور ان سے نبوت کا دروازہ بند فرمادیا' محال ہے کہ ابدالاباد تک اب کوئی جدید نبی ہو

ولکن رسول اللہ و خاتم النبین ○ و کان اللہ بکل شئی علیما ○

(الاحزاب : ۴۰)

محال ہے کہ ان کی کتاب کا ایک حرف یا ان کی شریعت کا کوئی حکم کبھی بدل سکے۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ○ تنزیل من حکیم حمید ○

(حمہ السجدۃ : ۴۲)

ان کی شریعت کے کسی حلال کو جو حرام بتائے یا کسی حرام کو حلال بتائے وہ حلال یا حرام حرام حلال تو نہ ہوجائے گا بلکہ یہی کہنے والا الٹا کافر ہوجائے گا۔

ولا تقولوا لماتصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذ ب○ ان الذ ین یفترون علی اللہ الکذ ب لا یفلحون○ (النحل)

متاع قلیل ○ ثم ماوھم جھنم وبئس المھاد ○ (الاعمران : ۱۹۷)

قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون۔ (یونس : ۱۰)

ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذ بافیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتری○ (طہ : ۶۱)

قربانی گائے کی حلت اور مجالس اعیاد و ہنود میں شرکت کی حرمت دونوں ضروریات دین میں سے ہیں جو اسے حرام یا حلال کہے وہ اللہ و رسول پر افترا کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانہ جنہم ہے اور حکم کفر اس پر لازم و الزم

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون○ (الشعراء : ۲۲۷)

نسائل اللہ العفو والعافیہ ولا حول ولا قوتہ الا بااللہ العلی العظیم' واللہ تعالی اعلم○ ---- (۱۰۰)

انجمن نعمانیہ لاہور کے توسط سے جن علماء و فضلاء کے استفتاء امام احمد رضا محدث بریلوی کے پاس بریلی شریف پہنچتے رہے ان کو آپ نے ملاحظہ کیا یقیناً اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ادارہ نعمانیہ کی سالانہ روئداد اور ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور کے رسائل میں خزانہ موجود ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قیمتی خزانے کو تلاش کیا جائے اور منظر عام پر لایا جائے اس سلسلے میں راقم موجودہ انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ سے ہر طرح تعاون کے لئے تیار ہے۔

اب ان علماء و فضلاء کا ذکر ہوگا جن کا تعلق لاہور شہر ہی سے ہے مگر ان کی وابستگی انجمن نعمانیہ کے بجائے دیگر دینی اداروں کے ساتھ تھی اور انہوں نے بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے بریلی شریف ہی کا راستہ اپنایا۔ لاہور کی ان معروف ترین شخصیات میں

○ مولوی پروفیسر حاکم علی نقش بندی مجددی

- مولانا محمد اکرام الدین بخاری
- مولانا عبدالعزیز مزنگ
- صوفی عبدالحمید قادری
- اور صوفی احمد دین کے نام قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ بھی کئی علماء اور عام مسلمانوں کے استفتاء کا ذکر فتاویٰ رضویہ میں ملتا ہے۔

مولانا محمد عبدالعزیز مزنگ

مولانا مفتی ابوالرشید محمد عبدالعزیز ابن میاں محمد فضل ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور میں اور کچھ عرصہ مدرسہ حمیدیہ لاہور میں بھی تعلیم حاصل کی۔ مزنگ میں جلد سازی کا کام سیکھا۔ آپ نے لاہور میں انجمن اسلامیہ مزنگ کی بنیاد رکھی جس میں رشد و ہدایت اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ عمر کے آخری حصہ تک جاری رکھا۔ آپ ہر وقت مطالعہ کتب، فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف میں مصروف عمل رہتے۔ آپ نے تصانیف کا بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد اور ہمہ جہتی دیکھ کر آپ کو دینی اور فقہی معلومات کا "دائر معارف" بھی کہا گیا۔ مفتی صاحب نے رجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں انتقال فرمایا۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے "آہ خوش سیر عبدالعزیز" ۱۳۸۳ھ تاریخ وفات نکالی۔ (۱۰۱) آپ کی تصانیف میں تفسیر عزیز البیان فی تفسیر القرآن مستند تفاسیر کا خلاصہ ہے اور بہت مشہور ہے۔

مولانا مفتی عبدالعزیز مزنگ اگرچہ خود بہت بڑے عالم، مصنف اور

مفتی تھے لیکن اپنی مشکلات کے حل کے لئے وہ بھی بریلی شریف ہی رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مسئلہ کے حل کے لئے آپ نے بھی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ رحمہ کی طرف رجوع کیا جب آپ مسجد ملک سردار خاں میں خطیب و امام تھے یہ استفتاء ۱۳۳۷ھ کا ہے۔ ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از مزنگ لاہور مرسلہ ابوالرشید محمد عبدالعزیز خطیب و امام جامع مسجد ملک سردار خاں مرحوم ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اوقات نماز جو شارع علیہ السلام نے معین فرمائے ہیں ان کے بیچ میں فاضل وقت مقرر کرنا جائز ہے یا حرام۔"

الجواب : "حدیث میں سنت اقدس یوں مروی ہے کہ جب لوگ جلد حاضر ہوجاتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز جلد پڑھ لیتے اور حاضری میں دیر ملاحظہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہوجاتے اور تاخیر فرماتے یہاں تک کہ ایک بار نماز عشاء میں تشریف آوری کا بہت طویل انتظار صحابہ کرام نے کیا۔ بہت دیر کے بعد مجبور ہوکر امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در اقدس پر عرض کی کہ عورتیں اور بچے سو گئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا روئے زمین پر تمہارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا ہو اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں ہو۔ نمازوں کے لئے اگر گھنٹے گھڑی کے حساب سے اگر کوئی وقت معین پر جلد جمع ہوجائیں جیسا کہ حرمین طیبین میں اب معمول ہے تو اس میں بھی حرج

نہیں جب کہ ضعیفوں اور مریضوں پر تکلیف اور جماعت کی تفریق نہ ہو' واللہ تعالیٰ اعلم" (۱۰۲)

مولانا انور الحق

مولانا انور صاحب کے کئی استفتاء فتاویٰ رضویہ میں ملتے ہیں اور آپ کے متعلق اتنا معلوم ہوسکا کہ آپ تحصیل چونیاں میں قیام پذیر تھے اور اعلیٰ حضرت کے شیدائی تھے۔ اعلیٰ حضرت کے پاس آپ کے کئی استفتاء پہنچے۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کا اعلیٰ حضرت سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کے حالات تذکرہ نگاروں نے قلم بند نہیں کیے بہر کیف لاہور کے مستفتی میں آپ بھی شمار ہوتے ہیں انہوں نے لاہور سے کئی بار بریلی شریف رجوع کیا یہاں صرف ایک استفتاء اوراس کا جواب ملاحظہ کریں :

مسئلہ : از شہر لاہور مرسلہ انوار الحق تحصیل چونیاں روز جمعہ ۱۲ ذی الحجتہ الحرام ۱۳۳۲ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس طرح ذابح پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے اسی طرح معین ذابح پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور معین ذابح کس کو کہتے ہیں؟"

الجواب : معین ذابح سے یہ مراد ہے کہ ذابح کا ہاتھ کمزور ہو' ذبح میں دقت دیکھے تو دوسرا اسی کے ساتھ چھری پر ہاتھ رکھ کر دونوں مل کر ہاتھ پھیریں اس صورت میں دونوں پر تکبیر واجب ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بھی قصداً" تکبیر نہ کہے گا ذبیحہ مردار ہوجائے گا۔ اگرچہ دوسرا تکبیر

کہے۔ دیوبندی قول محض غلط و جہالت ہے' تکبیر ذابح پر لازم فرمائی گئی ہے۔ (۱۰۳)

اس کے علاوہ مولانا انور الحق کے ۴ مزید استفتاء مختلف فتاوی کی جلدوں میں موجود ہیں۔

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۳۵۶

۲۔ ایضا" ص ۴۶۹

۳۔ ایضا" جلد پنجم ص ۷۵

۴۔ ایضا" جلد سوم ص ۲۲۶

مولانا محمد اکرام الدین بخاری

مولانا سید محمد اکرام الدین جید عالم دین اور مقبول زمانہ واعظ تھے اور "واعظ الاسلام" کے لقب سے مشہور تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) سے بیعت تھے اور خلافت سے مشرف تھے۔ مولانا اکرام الدین کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت' سرورر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت اور بزرگان دین کی عقیدت سے معمور تھا۔ آپ شعرو سخن کا بھی بہترین ذوق رکھتے تھے اور اختر تخلص کرتے تھے ان کے کلام میں زیادہ تر نعت و منقبت کا پہلو نمایاں ہے۔ آپ اپنے خطبات میں اصلاح عقائد اور بدمذہبوں سے اجتناب پر بہت زیادہ زور دیتے تھے آپ کا لکھا ہوا ایک منظور خطبہ ملاحظہ کیجئے :

"ہے جب تک دم میں دم باقی عقیدہ پاک رکھنا اپنا
وگر نہ بے ادب کو روز محشر آہ حسرت ہے

مسلمانو! بچو ہر وقت تم بے ہودہ باتوں سے
زمانہ میں فساد و فتنہ کی اب بہت کثرت ہے

کوئی منکر حدیثوں سے کوئی کہتا ہے میں عیسیٰ
بچو ان بدعقیدوں سے، یہ نیکی اور عقیدت ہے

کوئی مرزائی وہابی کوئی چکڑالوی لیکن
خدا کا شکر مومن اک فقط سنت جماعت ہے

تمام الیاء اللہ تھے اس مذہب حق پر
ہمیشہ اس جماعت پر خدا کا دست رحمت ہے" (۱۰۴)

آپ کے تفصیلی حالات زیادہ نہ مل سکے۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنے تذکرہ میں ضرور ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے مورخ نے آپ کے حالات قلم بند نہیں کئے۔ فتاویٰ رضویہ میں آپ کے ایک استفتاء سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لاہور کی معروف مسجد وزیر خاں میں امام و خطیب بھی رہے۔ آپ نے ایک استفتاء ۱۳۳۰ھ میں لکھ کر اعلیٰ حضرت کو بریلی روانہ کیا۔ اس استفتاء میں ایک کم فہم اور کم استعداد مفتی نے باب جواز نکاح مابین اولاد رضیعہ و مرضعہ لکھ دیا تھا اس سلسلے میں آپ نے اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمایا تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب لاہور سے اعلیٰ حضرت کے پاس کثرت سے استفتاء آتے تھے کیونکہ آپ اس وقت فقہ کے میدان کے بادشاہ تھے اور آپ کی بات سند کا

درجہ رکھتی تھی۔ یہ استفتاء اور فتویٰ "انجمن نعمانیہ" کے چوبیسویں سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۹۱۲ء کی روداد میں چھپا بھی تھا اس کے علاوہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی سے دسمبر ۱۹۶۲ء کے شمارے میں بھی شائع ہوا تھا۔ راقم کو اس رودائداد کی فوٹو کاپی میسر آئی ہے۔ اس کا کچھ حصہ نہ مل سکا۔ اب اس رسالہ کو مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے جدید فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۱ میں شامل کردیا ہے۔ (۱۰۵) مولانا اکرام الدین کے بھیجے ہوئے استفتاء کو ملاحظہ کیجئے جس میں مولانا اکرام الدین نے اعلیٰ حضرت کو "مجدد مائتہ حاضرہ" اور دیگر القابات سے یاد کیا ہے۔

مسئلہ : از لاہور مرسلہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام و خطیب مسجد وزیر خاں مرحوم ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۰ ہجری المقدس

"جناب مستطاب، محمدت ماب، قدوۃ الابرار، واسوۃ الاخیار، زین الصالحین، وزبدۃ العارفین، علامتہ العصر، فرید الدہر، عالم اہل السنتہ، مجدد مائتہ حاضرہ، استاذ زمان و مقتدائے جہاں، لازوال نتیجہ خاطرہ، درۃ تاج الفیضان و ثمرۃ شجرۃ ضمیرہ باکورہ، بستان العرفان اسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ۔"

اس کے بعد فارسی زبان میں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"بعد اتحاف، اساس تسلیمات حور صورت کہ رخسارہ، صفا امارتش از تکلف حلل عبادت مستغنی ست در نظر آن سلیمان ملک عرفان معروض دارم التجاء مخلصانہ بخدمت والا مرتبت اینست کہ فتویٰ بہ ہمراہی مکتوب ارسال داشتہ شد موافق رائے مبارک عالی سطرے نوشتہ بنام نیاز مند ارسال نمائید۔ الٰہی سلامت باشند ثمہ السلام۔ کتبہ المسکین محمد اکرام

الدین بخاری عفی عنہ الباری۔"

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریفیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کو نسب اور سسرالی رشتہ سے نوازا اور رضاعت کو نسب کی مثل بنایا تو اس کے سبب ایک اور صحرمیہ عطا کی۔ صلوۃ و سلام اس ذات پر جس نے ہمیں درستگی کی رہنمائی فرمائی اور اس پر بھاری ثواب کا وعدہ فرمایا اور بشارت عظیم فرمائی اور جس نے فتوئی دینے میں مضبوطی کو واجب اور جسارت کو حرام فرمایا اور جسارت پر سخت وعید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور ان سب پر جو آپ کی طرف دنیا و آخرت میں منسوب ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۱، ص ۴۸۸)

اب استفتاء کی عبارت ملاحظہ کیجئے :

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے اس شخص اور اس کی بہن سے اولاد پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھائی اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، ان کی اولاد کا نکاح شرعاً" آپس میں درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔"

مولانا اکرام الدین بخاری صاحب نے اپنے استفتاء کے ساتھ ایک نوجوان مفتی کا جواب بھی روانہ کیا جس میں اس نے نکاح کو جائز قرار دیا اس جواب کا مختصراً" اقتباس ملاحظہ کیجئے :

الجواب : "اس شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضعہ کی اولاد کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت خاص رضیع کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ رضیع کے اصول و فروع کے لئے حرمت مذکورہ نہیں ثابت

ہوئی۔"

ان مفتی صاحب نے شرح وقایہ کے صفحہ ۶۳ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا۔

"اس عبارت سے واضح ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کے لئے ثابت ہے۔ رضیع کی اولاد پر مرضعہ کی اولاد جائز ہے۔ بنابریں شخص مذکور کی اولاد اپنی ہمشیرہ کی اولاد پر حلال ہے۔ آپس میں ان کا نکاح درست ہے۔" (۱۰۶)

انجمن نعمانیہ لاہور کی اس چوبیسویں روائداد میں اعلیٰ حضرت کا مکمل جواب ایک رسالہ کی صورت میں ہے جو تاریخی نام "العجلی الحسن فی حرمتہ ولد اخی اللبن" (۱۳۳۰ھ) کے عنوان سے شائع ہوا۔ روائداد میں اس فتوے کی سرخی "ایک بڑی غلطی کی اصلاح" لکھی گئی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز نے حسب روایت تفصیلی جواب سے قبل عربی زبان میں ایک خطبہ لکھا جس میں آپ نے حسب عادت حمد و نعت و منقبت لکھی ہے۔ آپ کے خطبہ میں اکثر یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ خطبہ میں حمد و نعت لکھتے وقت آپ ایسی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں کہ اس حمد و نعت ہی میں مستفتی کو جواب مل جاتا ہے۔ باقی تفصیل عام لوگوں کی فہم کے لئے ہوتی ہے۔ اس خصوصیت میں اعلیٰ حضرت بالکل منفرد ہیں۔ فقیر اس سلسلے میں بھی کام کررہا ہے اور ان خطبات کو انشاء اللہ یکجا کر کے جلد کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔ اب خطبہ ملاحظہ کیجئے پھر چند اقتباسات بھی پیش کئے جائیں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الحمد للہ الذی خلق الانسان فجعلہ نسباو صھرا وجعل الرضاع کالنسب فوھب بہ محرمیتہ اخری والصلوۃ والسلام علی من ھدانا للصواب وعد علیہ جزیل الثواب فاعظم البشری و اوجب التثبت فی الافتا و حرم الاجترا فا وعد علیہ وعید انکرا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی الہ و صحبہ والمنتمین الیہ دنیا و اخری امین۔" (۱۰۷)

ترجمہ : نورانی اور روشن تسلیمات کے تحائف جن کا رخ زیبا لباس الفاظ کے تکلف کا محتاج نہیں۔ سلطنت عرفان نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد مخلصانہ التجا ہے کہ مکتوب ہذا کے ساتھ ایک فتویٰ ارسال خدمت ہے۔ اپنی رائے عالی کے مواقف چند سطریں تحریر فرما کر اس نیازمند کے نام روانہ فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ والسلام

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۱، ص ۳۸۸)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے اپنے فتوے میں جو روئداد کے صفحہ ۸۷ تا ۱۰۳ تک پھیلا ہوا ہے ۳۰ سے زیادہ نصوص سے اس نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔ آپ کے جواب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے مسئلے میں اہل حدیث اور دیوبندی علماء نے پہلے بھی جواز ہی کے فتوے دیئے ہیں کیونکہ جواب میں خود اعلیٰ حضرت نے اس کی تاریخ مرتب فرمائی ہے۔ جواب کے ابتدائی کلمات پہلے ملاحظہ کیجئے :

الجواب : "**انا للہ و انا الیہ راجعون** (۳ دفعہ)... حرام قطعی حلال کردیا گیا، محارم سے زنا حلال کردیا گیا، چچا بھتیجی کا نکاح حلال کردیا گیا۔

پھوپھی بھتیجے کا نکاح حلال کردیا گیا۔ ماموں بھانجی کا عقد حلال کردیا گیا۔ خالہ بھانجے کا زنا حلال کردیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ماں بیٹے کا نکاح حلال کردیا گیا۔ باپ بیٹی کا زنا حلال کردیا گیا۔

اول یہ قیامت مراد آباد میں ایک وہابی مولوی عالم صاحب نے اٹھائی اور غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین مع ذریات نے اس پر مہر لگائی۔ یہاں اس سے اس کا رد کیا گیا وہ پرانا سیانا رجوع کرگیا۔ اور دوسرا فتویٰ اس کی حرمت میں لکھا-- اس کی تفصیل اسی زمانے میں رسالہ "سیف المصطفیٰ علی ادیان الافترا" (۱۲۹۸ھ) میں لکھ دی گئی تھی۔ اسی زنائے محارم کو حلال کرنے کی سخت اشد آفت کلکتہ سے اٹھی۔ کوئی صاحب مولوی لطف الرحمٰن بردواتی ہیں انہوں نے جہاں بھر کے تمام علماء کو مخاطب کرکے ایک عربی طویل سوال چھپوایا اور یہاں بھیجا۔ **بفضلہ** تعالیٰ اس کے جواب میں یہاں سے عربی رسالہ "**نقد البیان لحرمتہ ابنتہ اخی اللبنان**" (۱۳۱۴ھ) اعلیٰ مباحث و دلائل و نصوص پر مشتمل تصنیف ہوکر بھیج دیا گیا۔......

اب سہ بار یہ بلائے عظیم لاہور سے اٹھنے کو رہ گئی تھی۔ گویا ہر سولھویں سال اس وبال سے ابال آتا ہے۔ پہلے ۱۲۹۸ھ میں اٹھی پھر ۱۳۱۴ھ میں اب ۱۳۳۰ھ میں وہابیہ کو اپنے فتوے زیب دیتے تھے کہ ان کے قلوب اوندھے کردیئے جاتے ہیں۔ مگر اس بار سخت تر ہے کہ ہمارے بعض سنی علماء نے اس میں شرکت کی **انا للہ و انا الیہ راجعون**-- (۱۰۸)

اعلیٰ حضرت نے اس کے بعد ۳۰ نصوص پیش کئے اور پھر پانچ پانچ دلائل اور وضاحتوں سے طرفین یعنی از جانب شیردہ و از جانب شیر خوارہ

کی طرز عدم جواز ثابت کیا۔ آخری پیراگراف ملاحظہ کیجئے :

"الحمدللہ اس روشن مسئلہ کا روشن تر کرنا جس طرح مقصود فقیر تھا کہ ہر ہر بات ہجے کر کے پڑھادی جائے' بروجہ اتم حاصل ہوگیا۔ احباب پر تو یہ سخت شدید عظیم فرض ہے۔ **السر بالسر والعلانیته بالعلانیته**" معاملہ حرام قطعی کا ہے جس سے اغماض ناممکن تھا رجوع الی الحق میں عار نہیں بلکہ تمام ذی علی الباطل ہیں اور معاذ اللہ اس باطل و مہمل فتوے پر عمل ہو کر اگر نکاح ہوگا تو یہ زنا اور زنا بھی کیا زنائے محارم۔ اس کا عظیم وبال تمام فتوے دہندں پر رہے گا اور ہر حرکت اور ہر بوسہ پر مس کے وقت روزانہ رات دن میں خدا جانے کتنے کتنے بار یہ کبارء و جرائم ان سب کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتے رہیں گے۔

حدیث! "**من افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه**" (ابو داوٗد' الدرامی و حاکم)" (۱۰۹)

اعلیٰ حضرت کے اس رسالے پر جن علماء و مفتیان نے تصدیقات قلم بند کی ہیں وہ بھی ان کے ساتھ چھپی ہیں۔ ان میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ خاں قادری رضوی نوری' مولانا نواب مرزا عبدالغنی قادری' سنی حنفی بریلوی' مولانا عبدالرب عرف محمد رضا خاں' مولانا حکیم نعیم الدین مراد آبادی' مولانا محمد عمر مراد آبادی' مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی' مولانا وصی احمد محدث سورتی حنفی اور ناظم انجمن نعمانیہ لاہور مفتی حکیم سلیم اللہ خاں وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مولانا محمد اکرام الدین بخاری کی امام احمد رضا کے ایک رسالے " الدلائل القاهره علی الکفرة النیاشرة" پر بھی تصدیق ملاحظہ کیجئے :

الجواب صحیح : محمد اکرام الدین بخاری واعظ السلام خطیب مسجد وزیر خاں مرحوم لاہور۔ (۱۱۰)

پروفیسر حاکم علی نقشبندی

مولوی حاکم علی موضع مکھیاں ضلع ہوشیار پور (انڈیا) کے ایک امیر سکھ گھرانے میں (۱۸۶۹ء) پیدا ہوئے' والد کا نام پنجاب سنگھ اور آپ کا نام حاکم سنگھ تھا۔ آپ نے جوانی ہی میں مذہب اسلام قبول کرلیا اور اپنا نام حاکم علی رکھا۔ (۱۱۱) آپ کو حضرت سید میر جان کابلی نقش بندی مجددی (م ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء) سے والہانہ عقیدت تھی ان ہی کے ہاتھ پر سلسلہ نقش بندیہ میں بیعت ہوئے اور بعد میں خلافت سے بھی نوازے گئے۔ پیرو مرشد کے وصال کے بعد لاہور میں خانقاہ حضرت ایشاں (۱۱۲) کی تولیت و نگرانی کے فرائض انجام دیتے رہے اور اسی درگاہ کے احاطہ میں ۱۹۴۴ء میں دفن ہوئے۔ (۱۱۳)

مولوی حاکم علی نے اسلامیہ کالج لاہور سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا جہاں آپ ریاضی کے معلم تھے۔ بعد میں اسی کالج کے ۱۸۹۹ء میں پرنسپل بھی مقرر ہوگئے۔ آپ انجمن حمایت اسلام کے بانیوں میں سے تھے اور کالج سے فارغ ہوکر سارا وقت تبلیغ دین اور صوفیا کی مجالس اور خانقاہ میں گزارتے تھے۔ آپ راسخ العقیدہ سنی حنفی تھے۔

آقا بیدار بخت پرنسپل دارالعلوم شرقیہ لاہور جو مولانا حاکم علی کے شاگرد بھی ہیں۔ آپ کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"مشرع اور متوازن بدن' سیاہ زلفیں' شانوں پر لٹکی رہتیں' ریاضی

دان ہوتے ہوئے بھی اسلامی روایات کا بڑی پابندی سے احترام کرتے۔ خود تابع سنت' دوسروں کو تابع سنت رہنے کی سختی سے تلقین کرتے' عقیدہ کے معاملے میں کسی کو رو رعایت نہ کرتے۔ ریاضی میں اس قدر ماہر تھے کہ کلاس روم میں بڑے اعتماد سے بغیر کسی کتاب کے گھنٹوں پڑھاتے رہتے۔" (۱۱۴)

پروفیسر مولوی حاکم علی جن دنوں اسلامیہ کالج لاہور میں ملازمت کر رہے تھے' کالج کی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ انجمن حمایت اسلام نے تحریک ترک موالات سے متاثر ہوکر لاہور کی حکومت کے محکمہ تعلیم سے امداد لینا بند کردی اور اسلامیہ کالج بھی امداد لینے سے دست بردار ہوگیا مگر مولوی حاکم علی صاحب نے کالج کے اس فیصلہ کو غیر دانش مندانہ قرار دیا اور اس کے برعکس اپنا فتویٰ دیا۔ اس سلسلے میں آپ نے امام احمد رضا خاں بریلوی سے رجوع بھی کیا جن سے آپ کے گہرے تعلقات تھے' آپس میں مراسلت بھی تھی اور کئی دفعہ مختلف مسائل کے سلسلے میں آپ کا بریلی شریف جانا بھی ہوا۔ (۱۱۵) اعلیٰ حضرت نے مولوی حاکم صاحب کے فتوے اور ان کے استفتاء کی روشنی میں ایک طویل فتویٰ آپ کی حمایت میں لکھ کر بھیجا جو "رسائل رضویہ" جلد دوم مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۸۰ تا ۸۷ میں چھپا ہے۔ مولوی حاکم علی نے استفتاء ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں بھیجا تھا یہاں اس خط کی نقل اور اعلیٰ حضرت کے جواب کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔ تفصیل کے لئے "رسائل رضویہ" جلد دوم دیکھی جاسکتی ہے۔

مسئلہ : مرسلہ مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے حنفی نقش بندی

مجددی پروفیسر سائنس اسلامیہ کالج لاہور ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ

"آقائے نامدار موید ملت طاہرہ مولانا و بالفضل اولنا جناب شاہ امام احمد رضا خان صاحب دام ظلہم السلام علیکم و رحمتہ اللہ برکاتہ

پشت ہذا پر فتویٰ مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کرکے التجا ہوں کہ دوسرے نقل کی پشت پر اس کی تصیح فرما کر احقر نیاز مند کے نام بواپسی ٹکٹ اگر ممکن ہوسکے یا کم از کم دوسرے روز بھیج دیں۔ انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء منعقد ہونا ہے اس میں پیش کرنا ہے کہ دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے۔ ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کرلی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑھا اٹکانے کی ٹھان لی ہے۔ للہ عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور عند اللہ ماجور ہوویں۔" نیاز مند دعا گو

(حاکم علی بی اے موتی بازار لاہور ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء) (۱۱۶)

اعلیٰ حضرت کے جواب کا اقتباس اور خلاصہ ملاحظہ کیجئے :

"موالات و مجرد معاملت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دینوی معاملت جس سے دین میں ضرر نہ ہو سوائے مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں ذمی تو معاملت میں مثل مسلم ہے...... غیر ذمی سے بھی خرید و فروخت اجارہ **استیجار**' ہبہ و **استیجاب** بشروطہا جائز و خریدنا مطلقاً" ہر مال کا کہ مسلمان کے حق میں متقوم و اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت اسلام نہ ہو...... ایک حد تک معاہدہ و موادعت کرنا بھی اور جو جائز عہد لیا اس کی وفا فرض ہے اور

عذر حرام......" (۱۱۷)

مولوی حاکم علی کے ایک اور استفتاء پر کہ زمین حرکت کررہی ہے اعلیٰ حضرت نے ایک رسالہ "نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان" ۱۳۳۹ھ میں تصنیف فرمایا جس میں آیات قرآنی، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال فقہا و مفسرین سے زمین کی حرکت کا مکمل رد فرمایا اور فلسفہ جدیدہ و قدیمہ کا بھی بھرپور تعاقب کیا اور اس کی ساتھ تین اور رسائل لکھے جن میں آسمان و زمین کی حرکت کو باطل قرار دیا وہ رسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) **معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین**

(۲) **فوز مبین در رد حرکت زمین**

(۳) **الکلمتہ الملہمہ فی الحکمتہ المحکمتہ لوہاء الفلسفتہ المشمئتہ"**

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں آپ کو "مجاہد اکبر" کہا کرتے تھے کیونکہ آپ اعلیٰ حضرت کے دلائل کے آگے فوراً" رجوع فرمالیتے چنانچہ اس استفتاء کے ساتھ بھی یہ ہوا کہ مولوی حاکم علی صاحب نے اپنے تئیں زمین کی حرکت کو حق جانا مگر اعلیٰ حضرت نے اس کا رد کیا اور آپ نے اعلیٰ حضرت کے دلائل کو فوراً" تسلیم کرلیا۔ اب اس استفتاء اور جواب کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از موتی بازار لاہور مسئولہ مولوی حاکم علی صاحب ۱۴ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ

یا سیدی اعلی حضرت سلمکم اللہ تعالی

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

امابعد !...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا...... آپ کے اس تابعدار مجاہد کبیر پر (معنی) عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی۔ زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اس کا جریان ہے نہ کہ زوال ذلک فضل اللہ...... غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہوجاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔ (۱۱۹)

الجواب : **الحمد للہ الذی بامرہ قامت السماء والارض والصلوۃ والسلام علی شفیع یوم العرض والہ وصحبہ اجمعین۔**

مجاہد کبیر مخلص فقیر حق طلب و حق پذیر سلمہ اللہ القدیر!

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ،

دسواں دن ہے آپ کی رجسٹری آئی...... ادھر طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرماگئے ہیں وہی کیفیت اب تک ہے۔ اب بھی اسی طرح چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد کو لے جاتے ہیں...... آپ نے اپنا لقب مجاہد کبیر کر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپ کو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں۔ حضرت مولانا لااسد الاسد الاشد مولوی محمد وصی احمد محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ کا لہجہ جلد سے جلد قبول کرلینے والا میں نے آپ کے برابر نہ دیکھا۔ اپنے جمے ہوئے خیال سے فوار" حق کی طرف رجوع لے آنا جس کا میں بارہا آپ سے تجربہ کرچکا ہوں یہ نفس سے جہاد ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے تو آپ اس طرح "مجاہد اکبر" ہیں......

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں کواکب چل رہے ہیں، "**کل فی فلک یسبحون**" ○ (**یسین: ۴۰**)
ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے "**ان اللہ یمسک....... الخ**" بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرک گیا تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے بے شک وہ حکم والا اور بخشنے والا ہے......"

بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دین دار اور سنی مسلمان کو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و مسئلہ اسلامی و اجماع امت گرامی کے خلاف کیونکر کوئی دلیل قائم ہوسکتی ہے۔ اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً" وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع سچے یہ ہے بحمد اللہ شان اسلام۔ محب فقیر، سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی، نہ کہ سائنس نے اسلام، وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں...... اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ مخذولین پر مجاہدین ہیں یونہی سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کے لئے تیار ہوجائیں گے۔ (۱۲۱)

مولوی حاکم علی نقش بندی مجددی قدس اللہ سرہ العزیز نے کئی رسائل تحریر فرمائے جن میں دو بہت مقبول ہوئے ایک "قوانین قدرت"

کے نام سے ہے جو آپ نے انجمن نعمانین لاہور کی ۲۰ ویں سالانہ جلسے ۱۳۳۵ھ میں تقریر کرتے ہوئے پڑھا بھی تھا جس کو اہل ذوق نے بہت سراہا دوسرا رسالہ آپ کا "**قاطع المرتدین والفجار**" کے نام سے شائع ہوا تھا جس میں آپ نے اہلسنّت سے اختلاف رکھنے والوں کے خلاف کئی مضامین شائع کئے اس رسالے کے سرورق پر جو اشعار شائع ہوئے اس کا ایک بند ملاحظہ کیجئے:

محمد مصطفیٰ داری تو صدیق صفا داری
عمر عثمان ہم داری علی المرتضیٰ داری

تو غوث اعظم و شاہ بلا گردان ماداری
مجدد الف ثانی و مجدد حاضرہ داری

مگر نشینندہ حاکم خداداری چہ غم داری (۱۲۳)

چودھری عزیز الرحمٰن

جناب عزیز الرحمٰن صاحب لائل پور کے ایک اسلامیہ ہائی اسکول
میں ہیڈ ماسٹر تھے اور پھر لاہور تشریف لے آئے جہاں ان کا قیام لکڑہار
اکبری منڈی میں رہا۔ آپ نے بی اے تک تعلیم حاصل کی تھی آپ کا
اہلسنت کے علماء و فضلاء سے گہرا تعلق رہا۔ آپ اعلی حضرت امام احمد
رضا خاں سے نہ صرف عقیدت و محبت فرماتے تھے بلکہ اعلیٰ حضرت امام
احمد رضا خاں کو مجدد دین و ملت تسلیم کرتے تھے۔ آپ کی نظر "تحریک
ترک موالات" پر بڑی گہری تھی اور خود انگریزوں سے کسی قسم کی تعلق
رکھنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ جب مولوی حاکم علی کے "ترک موالات"
سے متعلق استفتاء پر اعلیٰ حضرت کا فتویٰ چند شرائط کے ساتھ پروفیسر حاکم
علی صاحب کے حق میں آیا تو وہ فتویٰ آپ کی سمجھ میں نہ آیا کہ اعلیٰ
حضرت نے کیونکر شرائط کے ساتھ گورنمنٹ کی امداد کو کالج کے لئے
برقرار رکھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے تفصیل کے ساتھ استفتاء بریلی شریف
روانہ کیا اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے ایک
معرکتہ الاراء رسالہ "**المحجتہ الموتمنتہ فی ایتہ الممتحنتہ**" (۱۳۳۹ھ)
لکھا جو متعدد بار شائع ہوچکا ہے۔ استفتاء کے اقتباسات ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور بڑی بساط لکڑہارا اکبری منڈی مسئولہ چودھری عزیز
الرحمٰن صاحب بی اے سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ کالج ہائی اسکول۔ لائل پور
۱۲ ربیع الاخر ۱۳۳۹ھ

"جناب حضرت قبلہ و کعبہ مجدد دوراں حضرت احمد رضا خاں
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ' اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ'

بعد حمدہ و صلوٰۃ واضح رائے عالی ہو کہ حضور کا فتویٰ جو مسٹر حاکم
علی صاحب (بی اے) پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور کے خط کے جواب
میں حضور نے ارسال فرمایا تھا پڑھ کر خاکسار کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ
خاکسار آپ حضور کو' جیسا کہ لاکھوں کروڑوں پنجاب و ہندوستان کے اہل
سنت و جماعت مجدد وقت مانتے ہیں اس زمانے کا مجدد مانتا ہوں اور میں
نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اس عقیدے پر بفضل خدا رہا ہوں......
اس فتوے کو دیکھ کر میرے دل میں اضطراب پیدا ہوا اور میں نے یہ
جرات کی ہے کہ جناب سے مفصل طور پر دریافت کروں...... مسٹر حاکم
علی نے ایک عجیب طرز میں فتویٰ پوچھا اور حضور نے اس کے مضمون کے
مطابق صحیح صحیح فیصلہ جواب میں بھیج دیا۔ یہ بالکل درست ہے کہ موالات
و مجردو معاملات میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن دین کا نقصان کرکے
دینوی معاملات کہاں جائز ہے...... اس وقت ضرورت ایسے فتویٰ کی ہے
جو صاف صاف لفظوں میں حالات حاضرہ پر نظر کرکے بغیر کسی شرائط کے
لکھا جائے تاکہ ہر ایک عالم اور جاہل جو آپ کا پیرو ہو فوراً" پڑھ کر جان
لے کہ اس کے واسطے اب ایسا کرنا ضروری ہے۔ حالات حاضرہ حضور پر
بخوبی روشن ہیں اور کچھ تھوڑے سے اوپر میں نے بیان کئے ہیں...... میرا
خیال ہے کہ حضور کو سب حال روشن ہوگا لیکن اگر اس بارے میں کچھ
ناواقفیت ہو تو میں عرض کرتا ہوں......"

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالات حاضرہ پر نظر
کرتے ہوئے گورنمنٹ سے ترک موالات (عدم تعاون) کرنا اسلامی حکم
ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے اسکولوں اور کالجوں کو امداد لینی اور

یونیورسٹی سے الحاق رکھنا اندریں حالات چاہئے یا نہیں جواب باصواب سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں فقط و السلام (۱۲۴)

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی نے اس کا نہایت تفصیل سے جواب دیتے ہوئے ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ضخیم جواب تحریر فرمایا اور رسالہ کا نام "المحجتہ الموتمنتہ" رکھا جس میں موالات' موالات صوریہ' آیتہ ممتحنہ کا بیان' موالات کی تقسیم' سیل طبعی کا حکم' مدارت کا بیان' انگریزوں کو خوش کرنے کے بہتان کا رد' تمام غیر مسلموں سے اتحاد کی ممانعت' ترک معاملات' جہاد کے احکام و اقسام کا ذکر وغیرہ جیسے موضوعات پر تفصیل سے بحث کی ہے چند اقتباس ملاحظہ کیجئے :

الجواب : "مکرم کرم فرما سلمہ و علیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' رب عزوجل فرماتا ہے :

خوشی خبری دو میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر سب میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور یہی عقل والے ہیں......"

والعیاذ باللہ تعالیٰ مولوی حاکم علی صاحب کی تحریر میں کوئی تفصیل نہ تھی لہٰذا یہ جواب دینا ضروری ہوا' وہ الحاق و اخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط نہ ہو اس کی طرف منجر تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا۔

موالات مطلقاً" ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے' اگرچہ ذمی مطیع السلام ہو...... ملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے۔ جب کہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو نہ اضرار اسلام و شریعت ورنہ

ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے۔" (۱۲۵)

امام احمد رضا خاں کا یہ رسالہ "تحریک ترک موالات" سے متعلق پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے جس سے آپ کی فکری صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اور تحریر کو پڑھنے کے بعد یہ تاثر غلط ثابت ہوتا ہے کہ آپ انگریزوں کی حمایت کرتے تھے اور جہاد کرنے کے خلاف تھے کیونکہ اس میں آپ نے کھل کر انگریزوں کی مخالفت کی ہے اور جہاد فرض ہونے کی شرائط بھی بتائی ہیں۔ علم سیاسیات سے تعلق رکھنے والوں کے لئے یہ رسالہ بہت مفید ہے۔

مولانا ابوالفرح حکیم محمد عبدالحمید قادری رضوی

مولانا عبدالحمید صاحب کے متعلق تفصیلات حاصل نہ ہوسکیں البتہ کئی استفتاء فتاویٰ رضویہ میں موجود ہیں جو آپ کی اعلیٰ حضرت سے محبت و عقیدت کے ساتھ ساتھ ارادت اور نسبت کی بھی نشاندہی کررہے ہیں کہ آپ مشرباً" قادری اور مسلکاً" حنفی ہیں۔ لاہور میں جب "بزم حنفیہ" (۱۲۶) قائم کی گئی تو آپ اس کے سیکریٹری منتخب ہوئے اور بعد میں اس کے صدر اول بھی چنے گئے۔ بزم کے قیام کے بعد آپ نے ایک عریضہ اعلیٰ حضرت کو روانہ کیا جس میں انجمن بزم حنفیہ کی خدمت کے لئے استدعا کی گئی تھی اعلیٰ حضرت نے اس کا جو جواب دیا وہ مولوی محرم علی چشتی صاحب کے استفتاء کے جواب میں پچھلے صفحات میں مذکور ہے۔ یہاں مختصراً" وہ جوابات دوبارہ ملاحظہ کیجئے:

"مولوی سید دیدار علی و مولوی ابوالفرح عبدالحمید صاحب نے فقیر

سے ایک انجمن قائم کرکے اس کی خدمت انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے
گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟
فرمایا سخت ضروری ہے۔ فقیر نے عرض کی دوسرے کوئی صاحب اس پر
مقرر فرمادیجئے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہلسنّت لیجئے۔ فرمایا نہ دوسرا
کوئی کرسکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش
کی کہ پھر عذر واضح ہے۔ (۱۲۷)

مولوی عبدالحمید قادری صاحب نے کئی استفتاء بریلی بھیجے تھے سب
سے پہلا جو استفتاء روانہ کیا گیا وہ ۱۳۳۷ھ کا ہے جب آپ اس بزم کے
جنرل سیکریٹری تھے۔ یہ استفتاء وراثت سے متعلق ہے۔ آپ نے یہ
استفتاء حضرت مولانا مفتی محمد اکرام الدین بخاری خطیب و امام مسجد وزیر
خاں کی تاکید پر اعلیٰ حضرت کو روانہ کیا اگرچہ لاہور میں کئی مفتیان موجود
تھے اور وراثت کے مسئلہ کا حل وہ پیش کرسکتے تھے مگر مولوی اکرام الدین
نے تاکید فرمائی کہ وراثت کے مسائل میں صحیح جواب کا اظہار ان دنوں
صرف اعلیٰ حضرت کے قلم کو حاصل ہے۔ استفتاء کے چند اقتباسات
ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از بزم حنفیہ لاہور، مرسلہ محمد عبدالحمید صاحب سیکریٹری بزم
مذکورہ ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ

"بحضرت فیض درجت عظیم البرکت، فاضل کبیر، کامل تحریر، امام
العلماء المحققین، مقدام الفضلاء المدققین، عالم عظیم الشان اعلیٰ
حضرت، مولانا المکرم، ذالمجد والکرم، مولانا مولوی حاجی، صوفی، حافظ،
مفتی محمد احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیوض ہم!

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، مزاج مقدس

"آج یہ فقیر بہ ارشاد فیض رشاد فرمان واجب الاذعان سیدی و
آقائی مولانا المحتوم ذوالطف والکرم حضرت مولوی محمد اکرام الدین
البخاری خطیب و امام مسجد وزیر خاں۔ خدمت میں اعلیٰ حضرت دام
فیضھم کے چند سطور بتاکید مولانا ممدوح تحریر کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اس
مسئلہ متنازع کو بہ تشریح تامہ و تفصیل کاملہ صاف وشستہ، مبسوط تحریر فرماکر
متنازعین کے شکوک کو بدلائل واضح رفع فرمادیں گے اور مولانا ممدوح
نے یہ بھی فرمایا کہ اس مسئلہ کی مختلف صور کی مرجع و مفتی بہ اشکال کے
اظہار کا حق صرف اعلیٰ حضرت کے قلم فصیح رقم کو حاصل ہے اور اس پر
یہ اثبات حکم محکم فریقین متنازعین کے قلوب میں نورانی جوہر محبت بھرے
گوہر ڈال دینے، نااتفاقی و کشیدگی کے توہمات کو نکال دینے کا اعلیٰ حضرت
ہی کو شرف حاصل ہے۔ پس بہ ارشاد مولانا ممدوح معروض بخدمت
اقدس ہوں کہ جس ہبہ و تملیک کی رجسٹری بذریعہ گورنمنٹ ہوچکی ہے
اور وہ برائے ملاحظہ حضرت بلفظہ نقل رجسٹری ہبہ شدہ ارسال خدمت
ہے...... پس اس اہم مسئلہ کو مفصل و مشرح تحریر فرماکر مشکور فرمائیں۔"
(۱۲۸)

اعلیٰ حضرت نے مدلل حوالا جات سے اس کا جواب دیا جو فتاویٰ
رضویہ کی جلد ہشتم میں صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹ دیکھا جاسکتا ہے۔ مولانا عبدالحمید
صاحب کا ایک اور استفتاء ملاحظہ کیجئے اوراس استفتاء کو بھی لاہور کے
مفتیان نے ہاتھ نہیں لگایا۔ چنانچہ اس کو بھی بریلی بھیجا گیا۔

مسئلہ : از بزم حنفیہ خواجگان منزل لاہور مسئولہ محمد عبدالحمید قادری

رضوی ۲۴ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک شخص نامی قمر الدین عرصہ ۴۰ یوم سے فوت ہوگیا ہے۔ اب ذیل ورثاء موجود ہیں اس کا ترکہ کس طرح تقسیم ہونا چاہیے...... حضرت سلامات اس مسئلہ کو لاہور کے کسی مفتی نے ہاتھ نہیں لگایا لہٰذا بزم حنفیہ لاہور کی معرفت حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے دارلافتاء اہلسنت و جماعت میں بھیجا جاتا ہے......"

الجواب : زوجہ کا مہر جتنا واجب الادا ہے اگر کل متروکہ شوہر کے برابر یا اس سے زائد ہے تو اس کا کل متروکہ پر قبضہ کرنا ایک دعویٰ صحیح کی بنا پر ہے۔ جب دین جائیداد مستغرق ہو تو جب تک ادا نہ کرے اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

قال تعالیٰ :

من بعد وصیتہ توصون بھا او دین۔ (النساء: ۱۲)

ہاں وارثوں کو یہ حق ہے کہ اگر جائیداد دینے پر راضی نہ ہوں مہر اپنے پاس سے احساناً" ادا کریں۔ اس وقت عورت پر لازم ہوگا کہ جائیداد چھوڑ دے اور صرف اپنا حصہ شرعی لے اور اگر اس کے لئے کوئی مہر واجب الادا نہ رہا یا جتنا ہے وہ قدر متروکہ سے کم ہے تو کل جائیداد پر اس کا قبضہ کرنا ظلم ہے کہ دین غیر مستغرق مانع ملک ورثہ نہیں۔ جامع الفصولین و اشباہ و نظائر وغیرہما میں ہے...... ......

بہرحال جس صورت میں یہ ترکہ ورثہ کو پہنچے حسب شرائط فرائض ۸ سہام کئے جائیں دو زوجہ کو، دو دو ہر بھائی اور ایک ایک ہر بہن کو اور چچا یا سوتیلا بھائی وہ کچھ نہ پائے گا۔ (۱۲۹)

فقیہ اسلام امام احمد رضا خاں نے ایسے سیکنڑوں مسائل حل فرمائے جو لاینحل تھے اور مفتیان اس کے حل کرنے میں مشکل محسوس کرتے اور بعض اوقات جب جج حضرات بھی مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہوجاتے تب وہ امام احمد رضا خاں ہی کی طرف رجوع فرماتے اور آپ ان کا مدلل حل پیش فرمادیتے۔ چنانچہ ریاست بہاولپور کی عدالت میں چیف کورٹ محمدین کی عدالت میں وراثت سے متعلق جب ایک پیچیدہ مسئلہ آیا جس کو آٹھ مفتیان مل کر بھی حل نہ کرسکے بالاخر چیف کورٹ نے اعلیٰ حضرت سے رجوع کیا اور اعلیٰ حضرت نے انتہائی مبسوط مفصل فتوئ اور حل لکھ کر بھیجا۔ (۱۳۰) مولانا عبدالحمید صاحب کہ اس لاینحل مسئلے کا جواب جب ان کو ملا ہوگا تو انہوں نے علمائے لاہور کو ضرور دکھایا ہوگا جس کو پڑھ کر ان علماء کی آنکھوں کو ضرور ٹھنڈک حاصل ہوئی ہوگی۔ مولانا عبدالحمید کا ایک اور استفتاء فتاویٰ رضویہ کی یازدہم جلد کے ص ۳۷۸ پر بھی موجود ہے جو آپ نے ۱۳۳۸ھ میں روانہ کیا تھا جس وقت آپ بزم حنفیہ لاہور کے صدر اول تھے۔

مولوی صوفی احمد الدین

مولانا احمد الدین کے حالات بھی کتابوں سے حاصل نہ کئے جاسکے۔ البتہ آپ کے متعلق اتنا معلوم ہوسکا کہ آپ کا تعلق مسجد بیگم شاہی لاہور (۱۳۱) کے مدرسے کے ساتھ ساتھ انار کلی لاہور کے مدرسہ "تعلیم القرآن" سے بھی رہا اور ان مدارس میں آپ نے تعلیم بھی حاصل کی ہے کیونکہ ایک استفتاء جو آپ نے بریلی شریف روانہ کیا اس میں اپنے آپ

کو طالب علم لکھا ہے بعد میں آپ وہ وہاں مدرس بھی ہو گئے آپ کی طرف سے بھیجے گئے استفتاء فتاویٰ کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں۔ اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۲۴

(۲) جلد پنجم حصہ سوئم ص ۸۷

(۳) جلد ششم ص (۸۶-۹۱)

(۴) جلد ہفتم ص ۹۲

(۵) جلد نہم ص ۷۰ ص ۱۹۲

(۶) جلد دہم حصہ دوم ص ۳۱۲

صوفی احمد الدین کا ایک استفتاء اور اس کا جواب ملاحظہ کیجئے۔ یہ استفتاء ہندوستان سے ہجرت سے متعلق ہے۔

مسئلہ : از لاہور مسجد بیگم شاہی مرسلہ مولوی احمد الدین صاحب یکم ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ اکثر واعظین لوگوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اس کے واسطے کیا حکم ہے۔"

الجواب : شریعت مجبور نہیں کرتی ہندوستان میں بکثرت شعائر اسلام اب تک جاری ہیں تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بدستور دارالاسلام ہے۔" (۱۳۲)

"مابقیت علقتہ من علائق الاسلام فان الاسلام یعلو ولا یعلو کما فی جامع فصولین والدر المختار وجلائل الاسفار' اور دارالاسلام سے ہجرت فرض نہیں۔"

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ہجرۃ بعد الفتح"

اور یہ ہجرت جائز ہمیشہ تھی اور اب بھی ہے مگر عالم دین جس کے علم کی طرف یہاں کے لوگوں کو حاجت ہے اسے ہجرت ناجائز ہے۔ ہجرت درکنار اسے سفر طویل کی اجازت نہیں دیتے حتی کہ بزازیہ و تنویر الابصار و درمختار وغیرہ میں ہے۔

"فقیہ فی بلدۃ لیس فیھا غیرہ افقہ منہ یرید ان یغز ولیس لہ ذلک ولفظ الدرمن صدر کتاب الجہاد وعجم فی البزازیۃ السفر ولا یخفی ان المقید لیفید غیرہ بالاولی! واللہ تعالی علم" (۱۳۳)

صوفی احمد الدین کا ایک اور استفتاء اور اس کا طویل جواب فتاویٰ رضویہ کی جلد ہشتم میں پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے یہاں اختصار کے ساتھ چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں جن سے اہل لاہور کی اعلیٰ حضرت سے محبت اور تمام بددین مذہبوں سے نفرت کا اظہار کھل کر سامنے آتا ہے ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ : از لاہور مسجد بیگم شاہی مسئولہ صوفی احمد الدین صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

"الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین الصطفی ! اما بعد یا علماء الملتہ وامن الامتہ افیضو علینا من علومکم دام فیوضکم!

"اس ظالم گروہ کا کیا حکم ہے جن کے امام اول نے سلطان وقت سے باغی ہو کر مکہ معظمہ زاداللہ شرفا" پر تغلب کیا وہاں کے علماء کو تہ تیغ کیا ہے۔ مزارات اولیاء پر پاخانہ بنائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو صنم اکبر سے تعبیر کیا۔ ائمہ مجتہدین اور فقہا و مقلدین کو

"**انهم ضلوا و اضلوا**" کا مصداق بنایا...... حضور پر نور عفو و غفور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتا تھا...... اپنے متبعین کے سوا سب کو مشرک جانتا تھا...... بظاہر حنبلی بنتا تھا دعوت نبوت کا متمنی تھا...... ان کے امام الثانی نے پہلے امام کی کتاب التوحید کی ہندی شرح المسمی "تقویت الایمان" لکھی...... بعد میں تقویت الایمان کو پنجابی میں نظم کیا اس کا نام "**حصن الایمان**" رکھا...... پنجاب میں ہر کس و ناکس جولاہا، موچی دھنا وغیرہ جسے دو حرف پنجابی کے آتے تھے یہ کتابیں پڑھ کر اہل سنت و الجماعت کو مخالف قرآن و حدیث و بدعتی و مشرک کہنے لگے...... اب آپ کی جناب سے استفتاء یہ ہے کہ آیا یہ فرقہ وہابیہ مثل و دیگر فرق ضال روافض و خوارج وغیرہ کے ہیں یا نہیں...... ان کے پیچھے اقتدا ان کی کتب کا مطالعہ اور ان سے میل جول کا کیا حکم ہے......"

(۱۳۴)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نے اس استفتاء کا جواب ۳ صفحات پر دیا ہے اور یہ فتویٰ اہل لاہور کے مسلمانوں کے لئے ان کی اپنی حیات میں آخری پیغام کی حیثیت اس لئے رکھتا ہے کہ یہ استفتاء ۲۹ر محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کا ہے اور ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوگیا اور عقائد کے سلسلے میں لاہور سے اس کے بعد کوئی تفصیل سے استفتاء نہ آیا۔ اس جواب میں اعلیٰ حضرت نے اہل لاہور کو اپنے عقائد پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی اور تمام بدمذہبوں سے دور رہنے کا حکم بھی دیا آپ نے تمام بدمذہبوں جیسے وہابی دیوبندی، غیر مقلد، رافضی، مرزائی، نیچری وغیرہ سے ہر قسم کے میل جول سے منع فرمایا ہے اس کے لئے فتاویٰ کی

چھٹی جلد کا ص ۸۹ سے ۹۱ کا مطالعہ اپنے عقائد کی درستگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس کے چند اہم اقتباسات ملاحظہ کیجئے :

الجواب : "**رب انی اعوذبک من همزت الشیطن واعوذبک رب ان یحضرون۔**"

یہ سوال کیا محتاج جواب ہے، خود ہی اپنا جواب باصواب ہے۔ سائل فاضل سلمہ نے جو اقوال ملعونہ ان خبائث سے نقل کئے ہیں ان سب کا ضلال مبین میں اکثر کا کفر و ارتداد مبین ہونا خود ضروری فی الدین و بدیہی عند المسلمین......."

"ان سے بہت زائد کی تفصیل فقیر کے رسائل

(۱) **سل سیوف الهندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ (۱۳۱۲ھ)**

(۲) **الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابو الوہابیہ (۱۳۱۲ھ)**

(۳) **سبحن السبوح عن عیب کذب المقبوح (۱۳۰۷ھ)**

(۴) **فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین (۱۳۱۷ھ)**

(۵) **حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ)**

(۶) تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ)

(۸) خالص الاعتقاد (۱۳۲۸ھ)

(۹) **(قصیدۃ) الاستمداد علی اجیال الارتداد (۱۳۳۷ھ)** وغیرہ وغیرہ میں ہیں۔

واللہ الحمد ان کے پیچھے اقتدا باطل محض ہے۔ ان سب کتب کا مطالعہ حرام ہے...... ان سے میل جول قطعی حرام، سلام و کلام حرام، پاس بیٹھنا و بٹھانا حرام...... جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر

ہے...... مسلمانوں اللہ سے ڈرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرو۔ (اللہ عزوجل توفیق دے۔) (۱۳۵)

حضرت مولانا مفتی قاضی غلام گیلانی

قاضی غلام جیلانی بن قاضی نادر دین بن قاضی جنگ باز شمس آباد ضلع اٹک میں ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے اور مدرسہ عالیہ رام پور سے سند فضیلت حاصل کی۔ مولانا عبدالاول جونپوری ولد و خلیفہ مولانا کرامت علی جونپوری نے انہیں "محی الدین" کا لقب دیا۔ زبان کے ساتھ ساتھ قلم میں بھی بہت تاثیر تھی۔ آپ سلسلہ نقش بندیہ میں مولانا سراج الدین (موسیٰ زئی شریف) کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ حج کے موقع پر شیخ الدلائل مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے الحزب الاعظم اور دیگر وظائف کی اجازت خاص کی۔ ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء کو شمس آباد میں وصال ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔ (۱۳۶)

قاضی غلام جیلانی کے اعلیٰ حضرت سے گہرے مراسم تھے اور آپ کا بارہا بریلی شریف جانا ہوا اور ملاقاتیں ہوئیں مگر اس سلسلے میں کوئی شہادت حاصل نہ ہوئی کہ آپ کو اعلیٰ حضرت سے خلافت حاصل تھی یا نہیں یا تبرکاً" آپ نے کسی قسم کی اجازت حاصل کی یا نہیں۔ البتہ آپ نے اعلیٰ حضرت کے حکم پر دھوراجی کاٹھیاواڑ کے مدرسہ "فخر عالم" میں مدرس کے فرائض بھی انجام دیئے اس مدرسہ میں آپ کے فرزند حضرت مولانا قاضی عبدالسلا شمس آبادی ان دنوں طالب علم تھے۔ (۱۳۷) آپ نے ۱۳۳۹ھ تک اس مدرسہ میں قیام فرمایا۔ آپ جب تبلیغی دوروں سے

واپس شمس آباد تشریف لاتے تو دہلی میں اور لاہور میں ضرور قیام فرماتے۔ لاہور میں آپ کا قیام مولانا صوفی احمد الدین مدرس "تعلیم القرآن" انار کلی کے گھر ہوتا تھا۔ (۱۳۸) چنانچہ ایک قیام کے دوران آپ نے مستفتی کی حیثیت سے ایک استفتاء **محجبی** و مربی امام احمد رضا خاں بریلی کو بھیجا جن سے آپ کو بہت محبت تھی جس کے باعث آپ اپنے نام کے ساتھ "الرضوی" لکھا کرتے تھے۔ (۱۳۹) آپ کا چونکہ علمائے لاہور میں شمار نہیں ہوتا اس لئے یہاں صرف اس استفتاء کا ذکر کررہا ہوں جو لاہور سے بریلی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کو روانہ کیا تھا۔ ورنہ آپ کے متعدد استفتاء شمس آباد سے بریلی گئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ کے بھائی قاضی غلام ربانی نے بھی کئی استفتاء شمس آباد سے بریلی شریف بھیجے تھے ان دونوں علماء کا ذکر فقیر اپنے اگلے مقالے "امام احمد رضا خاں اور علمائے سرحد" میں تفصیل سے کرے گا اور اس رسالے میں ان حضرات کے استفتاء تفصیل سے درج کئے جائیں گے۔ مگر یہاں لاہور سے بھیجے گئے اس استفتاء کو ملاحظہ کریں جو انہوں نے صوفی احمد الدین کی قیام گاہ سے روانہ کیا تھا اس کا اقتباس ملاحظہ کریں۔

مسئلہ : از لاہور سٹی بازار انار کلی مدرسہ تعلیم القرآن معرفت مولوی احمد الدین صاحب مرسلہ مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

بجناب مستطاب حضرت عالم اہلسنّت و جماعت مجدد ماۃ حاضرہ زید **فضلہم**

"جد نیاز مند؛ عقیدت مندانہ درمختار باب الولی میں ہے "وللولی

الاعتراض فی غیر الکفو مالم تلو لانلا یضیع الولد......" بعد ولادت بھی بنا پر ظاہر الروایات ولی کو اعتراض ہے فسخ کے لئے امام حسن کی روایت مفتی بہا پر ابتداء ہی سے بطلان نکاح کا حکم باقی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت حق اولیاء کی مسقط نہیں اور یہی خادم الاقدام کا مقصود بھی ہے۔ اس بارہ میں حضور کو تکلیف تو ہوگی مگر حضور کے توکل اوقات ہی اس کام کے لئے واقف ہیں.......

حضور فیض النور اس عریضہ کا جواب اس پتہ پر ارشاد فرمائیں ۸ تاریخ سے اگر ایک دو روز اول جواب پہنچے تو فقیر اس تحریر منیر کو جلسہ علماء میں پیش کردے تو امید تو پختہ ہے کہ علماء بھی مان لیں گے ورنہ حاکم (احقر) فیصلہ تسلیم کرلے گا۔ ایسی حالت میں کہ مقدمہ ہوتے ہوتے اولاد پیدا ہوگئی اور چند روز میں مرگئی تو اب بھی اعتراض والاولیاء ہے یا نہ بینوا توا جروا۔" (۱۴۰)

الجواب : "**بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم**"

بملاحظہ مولانا المکرم ذی **المجد** والکرم و الفضل الاتم مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب اکرام اللہ تعالیٰ و مکرم اسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

مجھے ۲۷ محرم سے یکم ربیع الاول شریف تک بخار کے دورے ہوئے ہیں جن میں بعض بہت شدید تھے۔ اب تین روز سے بربرکت دعا احباب بخار تو نہیں آیا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے......." (۱۴۱)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے تفصیل سے جواب دیا ہے جو فتاویٰ رضویہ کی جلد ۵ حصہ سوم میں ۸۸ ـ ۸۹ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ان حضرات کے علاوہ لاہور کے دیگر مستفتیان نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کو جو اپنے استفتاء بریلی شریف ارسال کئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) از لاہور مسئولہ گلاب خلیفہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ (۱۴۲)

(۲) از لاہور مسجد سادھوان مرسلہ پیر جی عبدالغفار صاحب زید الطفہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ (۱۴۳)

(۳) از دفتر محکمہ زراعت پنجاب لاہور مسئولہ محمد نصر اللہ صاحب ۲ر محرم ۱۳۳۹ھ (۱۴۴)

(۴) مرسلہ بھولا گھمیار دوکاندار سیراؤں ڈاکخانہ پٹی تحصیل قصور ضلع لاہور ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ (۱۴۵)

(۵) از لاہور حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد انور صاحب مرسلہ اللہ دیا (۱۴۶)

(۶) از ججہ کلاں ڈاک خانہ ضلع لاہور براستہ چھانگا مانگا سب آفس بلوکی مرسلہ عبدالرحمٰن صاحب ۵ شعبان ۱۳۳۷ھ (۱۴۷)

(۷) از موضع مزنگ لاہور بڑا بازار مسئولہ اللہ دتہ زرگر ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ (۱۴۸)

(۸) از لاہور محلہ سادھوان مرسلہ میاں تاج الدین خیاط ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ (۱۴۹)

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی حنفی سنی بریلوی کا وصال مبارک ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ہوا۔ اس موقع پر شہر لاہور کے ایک اخبار "پیسہ" نے اپنے اداریہ میں ایک تعزیتی نوٹ لکھا تھا

جو نہ صرف لاہور بلکہ اہل پنجاب کے مسلمانوں کے دلوں کی ترجمانی تھی۔

"آپ ہندوستان میں علوم اسلامیہ و دینیہ کے آفتاب تھے، بڑے فاضل اور متبحر و جید عالم.... آپ کی وفات سے ہندوستان کی ایک ایسی برگزیدہ ہستی اٹھ گئی جس کی خالی جگہ پر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔" (۱۵۰)

احقر مقالے کو یہاں اس دعا کے ساتھ ختم کر رہا ہے کہ خداوند کریم جن جن بزرگوں کا اس مقالے میں نام آیا ہے ان کی نیکیوں کے صدقے میں مجھے بھی زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی سعادت نصیب فرما آمین اور ان تمام بزرگوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرما آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و علی الہ و صحابہ وبارک وسلم

احقر مجید اللہ قادری

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ ارضیات جامعہ کراچی

جنرل سیکریٹری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

۱۳ر نومبر ۱۹۹۷ء

۱۳ ویں شب رجب المرجب ۱۴۱۸ھ

بوقت رات ۱۱ بجے

ماخذ و مراجع

۱۔ مولانا ظفر الدین قادری بہاری "حیات اعلیٰ حضرت" جلد اول ص ۱ مکتبہ رضویہ کراچی

۲۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "مشمولہ رسائل رضویہ" جلد دوم ص ۳۰۹ مکتبہ حامدیہ لاہور

۳۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "قرآن، سائنس اور امام احمد رضا" ص ۱۷ تیسرا ایڈیشن المختار پبلی کیشنز کراچی

۴۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علمائے بہاولپور" ص ۹ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

۵۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی" ص ۱۹۴ سالنامہ معارف رضا جلد ۱۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳

۶۔ مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی کا اصل نام محمد عبدالرحمٰن تھا مگر اپنے نام کے ساتھ جد امجد کا نام رضا استعمال فرماتے اور آپ محمد رضا کے نام ہی سے مشہور ہوئے جب کہ گھریلو نام ننھے میاں بھی معروف ہے آپ اپنے بڑے بھائی امام احمد رضا سے جب کوئی سوال پوچھتے تو مستفتی کے طور پر اپنا نام ننھے میاں ہی لکھتے تھے اور اس نام سے پوچھے گئے بیسیوں استفتاء فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں۔ آپ نے بحیثیت مفتی اپنے بھائی کے کئی فتوؤں پر تصدیق بھی فرمائی ہے اور اپنی مہرمیں آپ "محمد رضا خاں قادری عرف محمد عبدالرحمٰن" لکھتے ہیں۔ ایک زبانی روایت کے مطابق جس کے راوی مفتی تقدس علی خاں بریلوی (م ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء) اور حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی (م ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۷ء) ہیں فرمایا کرتے تھے کہ مفتی محمد رضا خاں افتاء میں علم الفرائض کے معاملات میں سب سے زیادہ ماہر تھے اور اعلیٰ حضرت کے پاس جب کام کا بہت

زیادہ دباؤ ہوتا اور فرائض سے متعلق استفتاء جمع ہوجاتے تو آپ ان کی طرف ان استفتاء کو بھجوادیتے۔ افسوس کہ آپ کے فتاوی کا کوئی مجموعہ اب تک شائع نہیں ہوسکا۔

(مجید)

۷۔ حضرت سیدی مرشدی حضرت مفتی اعظم ہند مفتی مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ سے احقر ۱۹۶۲ء میں خط کے ذریعے بیعت ہوا تھا سیدی مرشدی نے لگ بھگ ۸۰ برس فتویٰ نویسی فرمائی ہے جس کے دوران ہزاروں فتوے دیئے آپ کے کچھ فتاویٰ کا ذخیرہ "فتاوی مصطفویہ" کے نام سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔

(مجید)

۸۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علماء بلوچستان" ص ۱۷۱ سالنامہ "معارف رضا" شمارہ ۱۷--۱۹۹۷ء ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

۹۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "فتاوی رضویہ کا موضوعاتی جائزہ" ص ۱۴ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۸۷ء

۱۰۔ خواجہ حسن نظامی ہفت روزہ خطیب دہلی مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء ص ۱۷۳۔ ۱۷۴ جلد اول شمارہ ۱۱

۱۱۔ لاہور ایک قدیم اور تاریخی شہر ہے۔ تاریخ میں اس کو لہاور' لوھر' لہور اور لوہار بھی لکھا گیا ہے۔ تیموریہ دور میں اسلام کو یہاں استحکام حاصل ہوا۔ مغل عہد میں شہر لاہور کے اردگرد ایک فصیل اور تیرہ دروازے بنائے گئے تھے۔ یہ دروازے آج بھی موجود ہیں اور آبادی ان دروازوں کے نام سے منسوب ہوگئی ہے مثلاً" لوہاری دروازہ' شیر نوالہ درواز' ٹیکسالی دروازہ' دہلی دروازہ وغیرہ وغیرہ۔

اسلامی عہد کی کتاب حدود العالم جو مروزی نے ۳۷۲ھ میں لکھی اس شہر

کا ذکر ملتان کے حاکم کی سلطنت میں کیا ہے۔ برصغیر کے مشہور ترین بزرگ شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش (م ۴۶۵ھ) نے اس شہر میں قدم رنجہ فرمایا اور رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا آپ نے اپنی تالیف **"کشف المحجوب"** میں اسی شہر کا نام "لہالور" لکھا ہے۔ سلطان محمود غزنوی نے ۹۱۲ھ میں لاہور فتح کیا پھر غوریوں کی حکومت ۱۱۸۶ھ تا ۱۲۹۰ھ تک رہی اس کے بعد خلجی اور تغلق خاندان ۲۵۰ برس حکومت کرتا رہا اس دوران لاہور تاتار خانیوں کے ہاتھوں کئی بار تاخت و تاراج ہوا۔ سلطان مبارک شاہ نے لاہور کو صحیح معنوں میں دوبارہ تعمیر کیا۔ لودھیوں کے زمانے میں بھی لاہور کو شہرت حاصل رہی البتہ مغل عہد میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔ شہنشاہ اکبر نے لاہور قلعہ کی تعمیر کروائی پھر شہنشاہ اورنگ زیب نے بادشاہی مسجد کی تعمیر کروائی۔ دور جہانگیر میں مسجد وزیر خاں اور بیگم شاہی مسجد کی تعمیریں ہوئیں اور کئی دینی مدارس قائم ہوئے۔ مغل دور کے بعد لاہور سکھوں کے قبضہ میں رہا پھر انگریزوں نے حکومت کی اور ۱۹۴۷ء سے مملکت پاکستان کا حصہ ہے۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۱۲۹۶)

لاہور ہی وہ تاریخی شہر ہے جہاں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ بادشاہی مسجد سے قریب تاریخی مینار اس کی آج بھی یادگار ہے۔

لاہور کی بادشاہی مسجد وہ تاریخی مسجد ہے جس میں ۱۹۷۲ء میں تمام اسلامی ممالک کے سربراہوں نے اسلامی کانفرنس کے موقع پر ایک ساتھ نماز جمعہ ادا کی تھی جو تاریخ کا ایک سنہرہ باب ہے۔ قرارداد پاکستان کا عمل چونکہ اس شہر میں ہوا اس لحاظ سے اس شہر کو پاکستان کے قیام کے سلسلہ میں روح پاکستان سے تعبیر کیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اسی شہر لاہور میں ایک موقع پر دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان کے اول داعی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی اور شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کی انجمن نعمانیہ کے ایک جلسہ میں ملاقات رہی اور

ڈاکٹر اقبال نے متاثر ہو کر امام احمد رضا کو اپنے دور کا "امام ابو حنیفہ" قرار دیا۔

(مجید)

۱۲۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علمائے سندھ" ۱۹۹۵ء صفحات ۷۲ المختار پبلی کیشنز کراچی

اس کتاب کا سندھی ترجمہ خیرپور سندھ کے جناب کریم ڈنو سکندری صاحب نے مکمل کرلیا ہے جلد ہی اس کی اشاعت کا المختار پبلی کیشنز کراچی اہتمام کررہا ہے۔

۱۳۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور" اول یہ سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۵۔ ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا اور بعد میں الگ کتابی صورت میں ۱۹۹۶ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے شائع کیا یہ ۷۲ صفحات پر مشتمل ہے اس رسالہ پر ایس۔ ای۔ کالج بہاولپور کے شعبہ اردو کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف صاحب نے مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔

۱۴۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان" سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۷، ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۰ تا ۱۹۱، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی۔

۱۵۔ جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی نے "تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور" لاہور کی تاریخ پر ایک گراں قدر کتاب تحریر فرمائی ہے جو ۴۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ نے لاہور کی تاریخ کے سلسلے میں ۱۲۵ صفحات پر مشتمل مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جس میں لاہور کے علماء و مشائخ کی علمی دینی خدمات کا قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے اپنی اس کتاب کے ص ۹۱ پر لاہور کی علمی رونقوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں جانے والے علماء و مشائخ لاہور کی علمی رونقوں میں اضافہ کرتے اور پھر سرچشمہ علم و فن سے جھولیاں بھرتے اور

کچھ یہاں طالبان علم کو بخشتے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت بابا فرید گنج بخش، حضرت محمد اسحاق گازرونی، سید یعقوب زنجانی اور ان کے جلیل القدر معاصرین نے لاہور کی علمی اور روحانی دولت میں اضافہ کیا۔ تیموریوں کا زمانہ دراصل لاہور میں علوم و فنون کی اشاعت کا زرین دور تھا۔ اس زمانے کے لاہور کو بغداد، قرطبہ اور شیراز کا ہم پایہ کہا جاسکتا ہے۔"

مولانا اقبال احمد فاروقی دارالشکوہ کی کتاب "سفینتہ الاولیاء" کے حوالے سے ص ۱۰۸ پر رقم طراز ہیں۔

"لاہور ایک نہایت معزز اور ممتاز شہر ہے اس کا ثانی روئے زمین پر نہیں۔ آج یہ شہر اولیاء، صالحین، علماء، فضلاء اور شعراء کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہاں بہت سے مشائخ اور اولیاء کے مزارات ہیں۔ شہر لاہور کے محلہ تلہ میں تین ہزار حافظان قرآن موجود ہیں۔"

حضرت پیر غلام دستگیر نامی (م ۱۳۸۱ھ) نے بھی لاہور کے ۱۵۰ سے زیادہ علماء و مشائخ اور اولیاء اللہ کا ایک تذکرہ "بزرگان لاہور" کے نام سے قلم بند کیا تھا جس کو نوری بک ڈپو نے شائع کیا ہے یہ تذکرہ تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

(مجید)

۱۶۔ لاہور شہر میں متعدد مدارس، مکاتب، ادارہ، انجمنیں اور لائبریریاں امام احمد رضا کے نام سے منسوب ہیں چند اہم مدارس اور اداروں کے نام ملاحظہ کیجئے:

دارالعلوم نظامیہ رضویہ لاہور، جامعہ نعیمیہ رضویہ، جامعہ محمودیہ رضویہ، مجلس رضا، رضا اکیڈمی، بزم رضویہ، مکتبہ رضویہ، ادارہ غوثیہ رضویہ، ادارہ معارف رضا، رضا دارالاشاعت، کنزالایمان سوسائٹی، مکتبہ حامدیہ، ادارہ جہان رضا، رضا فاؤنڈیشن

اس کے علاوہ کئی اور ادارے امام احمد رضا کی تصنیفات کی اشاعت کا

اہتمام کر رہے ہیں ان میں سے چند نام ملاحظہ کیجئے :

ادارہ معارف نعمانیہ، مکتبہ قادریہ، مرکزی مجلس رضا، مرکزی مجلس امام اعظم، فرید بک اسٹال، مکتبہ نبویہ، شبیر برادرز، پروگریسو بکس پبلشرز، نذیر سنز وغیرہ وغیرہ۔

لاہور شہر کے کئی اہل قلم امام احمد رضا کی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں قلمی خدمات انجام دے رہے ہیں اور کئی مقالات اور کتب امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کے افکار پر لکھ چکے اور آج بھی مصروف عمل ہیں۔ چند اہم نام ملاحظہ کیجئے :

مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، علامہ محمود احمد رضوی، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، مولانا مفتی محمد خاں قادری، جناب عبدالستار طاہر، مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا حکیم اختر شاہجہان پوری علامہ الرحمہ، مولانا محمد عبدالستار سعیدی، مولانا عبدالنبی کوکب مرحوم، مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا ممتاز احمد سعیدی۔

۱۷۔ حضرت مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی (م ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۹۶۲ء) نے حیات اعلیٰ حضرت میں امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے خاندانی حالات کا ذکر کرتے ہوئے شش محل کا بھی ذکر کیا ہے اس سلسلے میں آپ رقم طراز ہیں :

اعلیٰ حضرت عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں ابن حضرت مولانا نقی علی خاں ابن مولانا رضا علی خاں ابن مولانا حضرت محمد کاظم علی خاں ابن حضرت مولانا شاہ محمد اعظم خاں ابن حضرت محمد سعادت یار خاں ابن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین حضور کے آباؤ اجداد قندھار کے قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر

ممتاز ہوئے۔ لاہور کا شش محل انہیں کی جاگیر تھا۔"

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۲)

امام احمد رضا خاں کے بھتیجے حضرت مولانا حسنین رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء) ابن مولانا استاذ زمن حضرت محمد حسن رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۲۶ھ) نے سیرت اعلیٰ حضرت میں اپنے خاندان کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے :

"یہ روایت اس خاندان میں سلف سے چلی آرہی ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ والیان قندھار کے خاندان سے تھے۔ شہزادہ سعید اللہ صاحب ولی عہد حکومت قندھار کی والدہ کا انتقال ہوچکا تھا سوتیلی ماں کا دور دورہ تھا تو انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے ولی عہد کی جگہ حاصل کرنے کے سلسلے میں ان باپ بیٹوں میں اتنا نفاق کرادیا کہ شہزادہ سعید اللہ خاں صاحب ترک وطن پر مجبور ہوگئے۔ ان کے چند دوستوں نے بھی اس ترک وطن میں ان کا ساتھ دیا۔ یہ ساری جماعت قندھار سے لاہور آگئی۔ لاہور کے گورنر نے دربار دہلی کو اطلاع دی کہ قندھار کے ایک شہزادے صاحب کسی کشیدگی کی وجہ سے ترک وطن کرکے لاہور آگئے ہیں اس کے جواب میں ان کے مہمان نوازی کا حکم ملا اور لاہور کا "شش محل" ان کو رہائش کے لئے عطا ہوا جو آج بھی موجود ہے۔"

(سیرت اعلیٰ حضرت ص ۴۰)

۱۸۔ شاہ مانا میاں قادری "سوانح اعلیٰ حضرت" ص ۱۵۶۔۱۵۷ امین برادرز کراچی ۱۳۹۰ھ

۱۹۔ مفتی تقدس علی خاں ولد مولانا سردار ولی خاں ولد مولانا ہادی علی خاں ولد مولانا رضا علی خاں (جد امجد امام احمد رضا خاں) ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ امام احمد رضا خاں اور دیگر علمائے سے کسب علم کیا۔ اعلیٰ حضرت سے

مرید ہوئے اور مفتی حامد رضا خاں کے خلیفہ اور داماد ہوئے۔ پاکستان میں آپ نے پیر جو گوٹھ میں مدرسہ راشدیہ کی سرپرستی فرمائی اور ۳۵ سال تک شیخ الحدیث رہے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں شریک رہے۔ پاکستان کی تمام تاریخی کانفرنسوں میں بھی شرکت فرمائی۔ مجلس رضا کی طرف سے ہر سال امام احمد رضا کانفرنس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے جاتے۔ لاہور میں آپ کے چھوٹے بھائی مولانا مفتی اعجاز ولی خاں (م ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء) حزب الاحناف اور جامعہ نظامیہ رضویہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا خاں کی ۱۹۸۰ء تا وصال سرپرستی فرمائے۔ راقم کو حضرت کے ساتھ صحبت حاصل رہی اور ہمیشہ دعاؤں سے نوازا۔

(مجید اللہ قادری "یادگار سلف" مطبوعہ ۱۹۹۱ء)

۲۰۔ سید نور محمد قادری "دارالعلوم انجمن نعمانیہ کا تعارف" ص ۲۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۰ء

۲۱۔ رسالہ انجمن نعمانیہ سال اول ۱۳۰۶ھ مطبوعہ مطبع منشی فخرالدین ص ۲

۲۲۔ ایضاً" ص ۵

۲۳۔ رسالہ پنجم سالہ ہشتم ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء ص ۳

۲۴۔ سالانہ رسالہ ۱۳۱۴ھ انجمن خادم علوم اسلامیہ عرف نعمانیہ لاہور ص ۷

۲۵۔ سید نور محمد قادری "انجمن نعمانیہ کا تعارف" ص ۱۴ مطبوعہ لاہور

۲۶۔ مولانا ظفر الدین قادری بہاری "حیات اعلیٰ حضرت" جلد اول ص ۲۴۴-۲۴۵ مکتبہ رضویہ کراچی

۲۷۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "جہان رضا" شمارہ ۵۱-۵۲ صفحہ ۲۶-۲۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء

۲۸۔ ایضاً" ص ۲۸

۲۹۔ ایضاً" ص ۲۹

۳۰۔ سید نور محمد قادری "انجمن نعمانیہ لاہور" ص ۳۱ مطبوعہ لاہور

۳۱۔ قاضی عبدالنبی کوکب "مقالات یوم رضا" حصہ سوم ص ۱۰ مطبوعہ لاہور

۳۲۔ سید نور محمد قادری "انجمن نعمانیہ لاہور" ص ۱۹-۲۱ مطبوعہ لاہور

۳۳۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی "لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات" ص ۱۹۹ مطبوعہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور ۱۹۹۳ء

۳۴۔ ایضاً" ص ۱۹۹

۳۵۔ ایضاً" ص ۲۵۳

۳۶۔ ایضاً" ص ۲۵۲

۳۷۔ ایضاً" ۲۵۳

۳۸۔ ایضاً" ۲۵۶

۳۹۔ چشتی خاندان

لاہور کا چشتی خاندان علم و ادب کے میدان میں ایک بہت بڑا نام ہے اس خاندان کے مورث اعلیٰ مولوی محمد عاقل چشتی اورنگ آبادی ہیں جو ہمایوں بادشاہ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ ان کے صاحبزادے مولوی نظام الدین چشتی نے روحانیت میں اعلیٰ مقام پیدا کیا اور والد کے انتقال کے بعد دکن سے پنجاب تشریف لے آئے اور لاہور میں "پیر مہکا" کے نام سے مشہور ہوئے۔ محرم علی چشتی ابن مولوی احمد چشتی ابن مولوی احمد بخش چشتی یکدل چشتی ابن مولوی غلام حسین چشتی ابن مولانا مولوی محمد ابراہیم چشتی ابن مولوی ضیاء الحق چشتی ابن مولانا مولوی نظام الدین چشتی کا سلسلہ ۷ ویں شت میں مولوی عاقل چشتی سے ملتا ہے۔ اس خاندان میں کئی نامور اہل قلم پیدا ہوئے جن کا اردو، فارسی ادب میں بڑا مقام ہے۔ اس خاندان سے متعلق مستند تاریخ اسی خاندان کے ایک چشم و چراغ مولوی نور احمد چشتی (المتوفی ۱۲۸۴ھ مطابق

۱۸۶۷ء نے "تحقیقات چشتی" کے نام سے لکھی تھی دور حاضر کے ممتاز محقق جناب ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات پر گرانقدر کتاب تحریر فرمائی ہے اور اس خاندان کے تمام حالات کا بھی انہوں نے نہایت مختصر اور جامع انداز میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں لاہور سے شائع ہوئی مولوی محرم علی چشتی کے حالات اسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔

(مجید)

۴۰۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی "لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات" ص ۲۵۱

۴۱۔ ایضا" ص ۲۵۱

۴۲۔ ایضا" ص ۲۰۰

۴۳۔ شاہ حسین گردیزی "تجلیات مہر انور" ص ۸۱۷ مکتبہ مہریہ گولڑا شریف ۱۹۹۲ء

۴۴۔ ایضا" ص ۸۱۹

۴۵۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علماء اہلسنّت و جماعت لاہور" ص ۲۳۵ مطبوعہ لاہور

۴۶۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نے یہ فتوی مولانا مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام و خطیب مسجد وزیر خاں کے استفسار پر ۱۳۳۰ھ میں دیا تھا اور اس کا تاریخی نام "الجلی الحسن فی حرمتہ ولداخی اللبن" رکھا تھا۔ یہ فتوی انجمن نعمانیہ کے چوبیسویں سالانہ جلسہ ۱۹۱۲ء کی روئداد کے ساتھ شائع ہوا تھا اس کی تفصیل مولانا اکرام الدین کے حالات کے ساتھ لکھوں گا۔ یہ کسی نوجوان مفتی کے فتوے کے رد میں رسالہ لکھا گیا ہے۔ جس نے ان دو بھائی بہنوں کی اولاد کا نکاح جائز قرار دے دیا جس بھائی نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہوا تھا۔ اس فتوے کو علمائے دیوبند کے مفتیان کی حمایت بھی حاصل ہوگئی۔ چنانچہ جب اعلی حضرت سے استفسار کیا گیا تو آپ نے اس کو قطعا" حرام قرار

دیا۔ یہ رسالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۹۴ء میں شائع کیا تھا اور اب یہ رسالہ رضا فاؤنڈیشن کی جانب سے فتاوی رضویہ کی جدید تخریج شدہ جلد ۱۱ میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(مجید)

۴۷۔ امام احمد رضا خاں قادری "فتاوی رضویہ" جلد ۱۴ ص ۱۲۸۔۱۲۹ رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا

۴۸۔ ایضا" ص ۱۲۹۔۱۴۱

۴۹۔ مولانا مفتی سلیم اللہ خاں قادری لاہوری کے تمام حالات شاہ حسین گردیزی کی کتاب "تجلیات مہرانور" ص ۴۷ تا ۳۴۹ اخذ کئے گئے ہیں۔ مولانا سلیم اللہ کے حالات لاہور کے کسی بھی مورخ نے قلم بند نہیں کئے اگرچہ آپ انجمن نعمانیہ کے نہ صرف بانیوں میں سے ہیں بلکہ اس ادارہ کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے تھے احقر کو جو چند رسالے ابتدائی دور کے مطالعہ کرنے کو ملے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نعمانیہ اور مدرسہ کے فروغ کے سلسلے میں آپ کی بڑی خدمات ہیں۔ افسوس کہ اہل لاہور نے آپ کی خدمات کو قلم بند نہیں کیا یہاں تک کہ تذکرہ علمائے پنجاب کے مؤلف اختر راہی بھی ان کے حالات قلم بند نہ کرسکے۔

(مجید)

۵۰۔ سید نور محمد قادری "انجمن نعمانیہ لاہور" ص ۱۸۔۱۹ مطبوعہ لاہور

۵۱۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ندوۃ العلماء کے ابتدائی جلسوں میں برصغیر پاک و ہند کے تمام ہی علمائے اہل سنت بشمول امام احمد رضا شریک ہوتے رہے لیکن جب امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ندوۃ العلماء کی چال کو سمجھ گئے کہ یہ ایک سازش ہے تو خود فورا" پیچھے ہٹ گئے بلکہ ندوہ کے رد میں جس کی تاسیس مولوی شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) نے ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں رکھی تھی امام احمد رضا نے ۴ سال بعد ہی ایک رسالہ "فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین" ۱۳۱۷ھ

لکھ کر اس سے بے زاری کا اعلان کیا اور پھر آہستہ آہستہ تمام علمائے حق اس سے الگ ہوگئے۔ اس کے ابتدائی جلسوں میں انجمن نعمانیہ کے وفود نے بھی شرکت کی جس کی مختصر روائداد انجمن کے رسائل میں درج ہے۔

اپریل ۱۸۹۵ء میں جناب حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب منجانب انجمن ھذا اور راقم تاج الدین احمد منجانب انجمن اسلامیہ لاہور بمقام لکھنؤ شریک جلسہ ندوۃ العلماء ہوئے (رسالہ پنجم سال ہشتم ۱۳۱۳ھ ص ۶)

۵ر اپریل ۱۸۹۶ء کو ایک جلسہ خاص جمع ہوا جس میں علماء گرامی قدر کے جمعیت تھی اس میں وہ تمام مطبوعہ اعتراضات جو منجانب مولوی احمد رضا صاحب بریلوی و جناب مولوی عبدالقادر صاحب بدایوانی مجلس ندوۃ العلماء پر کئے گئے ہیں پیش ہوئے بعد مفصل بحث و تقریر کے بالاتفاق حاضرین نے اپنی رائے قلم بند فرما کر حوالہ تاج الدین کی۔ کہ جلسہ مذکورہ میں شریک ہو کر بخدمت جناب مولانا محمد علی صاحب ناظم پیش کرے حسب تجویز جلسہ منعقدہ تاریخ صدر تاج الدین احمد۔ حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب بمقام بریلی شریک جلسہ ندوۃ العلماء ہوئے (رسالہ پنجم سال ہشتم ص ۱۰ انجمن خادم علوم اسلامیہ عرف نعمانیہ لاہور)

اس کے بعد کی تفصیل یقیناً" بعد کے رسائل میں ہوگی کہ کب انجمن کے علماء نے امام احمد رضا سے اتفاق کرتے ہوئے ندوۃ العلماء سے تعلقات منقطع کئے یہ رسائل یقیناً انجمن نعمانیہ لاہور کی لائبریری میں موجود ہوں گے کاش کہ کوئی اہل قلم ان کو مطالعہ کرسکے۔

(مجید)

۵۲۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد ہفتم ص ۴۸۰ ۔ ۴۸۵ مکتبہ رضویہ کراچی

۵۳۔ ایضاً" جلد دوم ص ۱۳۲

۵۴۔ روئداد چوبیسواں سالانہ جلسہ ۱۹۱۲ء انجمن نعمانیہ لاہور ص ۱۰۲

۵۵۔ ایضاً" ص ۱۰۳

۵۶۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنّت" ص ۱۱۱ مکتبہ قادریہ لاہور

۵۷۔ اختر راہی "تذکرہ علمائے پنجاب" جلد اول ص ۲۱۳۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور

۵۸۔ عبدالحئ چشتی "مکتوبات طیبات" ص ۲۱۶ مطبوعہ لاہور

۵۹۔ مولانا فیض احمد فیض "مہر منیر" ص ۴۶۴ مطبوعہ گولڑہ شریف ۱۹۹۱ء

۶۰۔ شیخ المشائخ، امام الفضلاء، مرجع العرفا حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری ابن حضرت غلام مصطفےٰ ۱۲۰۲ھ مطابق ۱۷۸۷ء قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد عرب سے ہجرت کرکے پہلے سندھ اور بعد میں قصور میں آکر آباد ہوگئے۔ آپ نے اپنے ہم بزرگوار حضرت خواجہ شیخ محمد سے تمام علوم حاصل کئے اور ساتھ ہی آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے بعد میں خلافت سے بھی سلسلہ قادریہ میں نوازے گئے۔ آپ نے سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ میں شاہ غلام علی دہلوی (م ۱۲۴۰ھ) سے بیعت حاصل کی۔ علم حدیث کی اسناد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) سے حاصل کی۔ آپ نے قصور کو رشد و ہدایت کے لئے مرکز بنایا۔ دور دراز علاقوں کا سفر بھی کیا۔ سکھوں کے پنجاب پر مسلط ہونے کے باوجود آپ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ پنجابی اور اردو کے علاوہ فارسی اور عربی زبان بھی روانی کے ساتھ کلام فرماتے اور نعتیہ کلام بھی کہتے۔ آپ کا وصال ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں ہوا۔

(تذکرہ اکابر علمائے اہل سنت ص ۳۴۳ ۔ ۳۴۷)

۶۱۔ انجمن نعمانیہ کے سالانہ رسالہ ۱۳۱۴ھ / ۱۳۱۵ء بمطابق ۱۸۹۶ھ / ۱۸۹۷ء کی روداد میں آپ کے انتقال کی خبر شائع ہوئی تھی ملاحظہ کیجئے :

"نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بروز پنج شنبہ خیر العلماء جناب مولوی ابو عبدالرحمٰن غلام

دستگیر صاحب قصوری ہاشمی نے بمقام قصور اس جہان فانی سے بدارالبقاء انتقال فرمایا۔ **اناللہ و انا الیہ راجعون**۔ جناب ممدوح کی دائمی جدائی سے انجمن نعمانیہ کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا ممدوح اس انجمن کے وائس پریزیڈنٹ تھے۔ (ص ۸ سالانہ رسالہ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۳۱۰ھ)

۶۲۔ اختر راہی "تذکرہ علماء پنجاب" جلد دوم ص ۴۳۸ مکتبہ رحمانیہ لاہور

۶۳۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور" ص ۲۰۴ مطبوعہ لاہور

۶۴۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے ابو محمد صادق میرٹھی کے استفسار پر جس میں آپ سے "براہین قاطعہ کے مولف خلیل احمد انبیٹھوی کی امکان کذب باری تعالیٰ سمیت کئی عبارات کے سلسلہ میں پوچھا گیا تھا کہ ایسی لکھی گئی عبارات پر اعتقاد رکھنا کیسا ہے تو اعلیٰ حضرت نے ایک طویل اور مبسوط رسالہ بعنوان **"سبحن السبوح عن عیب کذب المقبوح"** ۱۲ ربیع الاخر بروز جمعہ ۱۳۰۷ھ میں مکمل کیا یہ فتاوی رضویہ کے جہازی سائز کے صفحہ ۲۱۲ تا ۲۷۴ پر مشتمل ہے۔ آپ نے اس رسالے میں ۳۰ نصوص اور دلائل قطعیہ سے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے اور اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی اپنے اس رسالے کی تکمیل کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ "الحمد اللہ یہ مبارک رسالہ موجز بحجالہ باوجود کثرت اشغال تحریر مسائل و ترتیب تیرہ دن کے متفرق جلسوں میں مسودہ اور تئیس دنوں میں صاف ہو کر مکمل ہوا" آگے چل کر لکھتے ہیں وللہ الحمد! "کہ آج اس مبارک رسالے سنت کے قبالے رنگ صدق جمانے والے رنگ کذب گمانے والے سے علوم دینیہ میں تصانیف فقیر نے سو کا عدد کامل پایا۔ **وللہ الحمد و باب العطایا**

۶۵۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد ششم ص ۲۷۴ مکتبہ رضویہ کراچی۔

۶۶۔ ایضاً" ص ۲۷۹

۶۷۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنت" ص ۳۰۱ مکتبہ قادریہ لاہور۔

۶۸۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور" ص ۲۵۱ مطبوعہ لاہور

۶۹۔ مولانا محمود احمد قادری "تذکرہ علمائے اہلسنت" ص ۱۵۹ مطبوعہ انڈیا

۷۰۔ ایضاً" ص ۱۵۹

۷۱۔ ایضاً" ص ۱۶۰

۷۲۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور" ص ۲۵۱ مطبوعہ لاہور

۷۳۔ مولانا محمود احمد قادری "تذکرہ علمائے اہلسنت" ص ۱۵۹ مطبوعہ انڈیا

۷۴۔ مولوی مفتی عبداللہ ٹونکی انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین میں ہیں اور آپ مجلس انتظامیہ کے ساتھ ساتھ انجمن کے شعبہ تعلیم کے ناظم بھی تھے۔ ابتدائی سالوں کے ناظم امتحانات بھی رہے اور شروع کے ۱۸۹۳ تا ۱۸۹۶ء کے چار سالوں کے نتائج رسالوں میں شائع ہوئے ہیں جس پر آپ کے دستخط بھی موجود ہیں آپ اگرچہ پنجاب یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر تھے مگر انجمن کو پورا پورا وقت دیتے تھے۔ آپ نے صدر ثانی کی حیثیت سے انجمن میں قیام لاہور تک بھرپور خدمت انجام دی۔ انجمن کے سالانہ جلسوں میں مقامی اور دور دراز سے آئے ہوئے علماء کی تقاریر ہوا کرتی تھیں آپ بھی ان جلسوں میں خطاب فرمایا کرتے تھے آپ کی ایک تحریری تقریر انجمن کے سالانہ رسالہ ۱۳۱۴ مطابق ۱۳۱۵ھ میں شائع بھی ہوئی ہے۔ تقریر سے قبل آپ کو ان القاب سے نوازا

گیا۔

"عالم لوذعی و فاضل المعی مولوی حافظ مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی عربی پروفیسر یونیورسٹی آف پنجاب و دبیر مجلس انجمن مستشار العلماء لاہور۔"

تقریر کا عنوان ہے مذہب کسے کہتے ہیں اور وہ کیا چیز ہے۔

یہ تقریر ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ (سالانہ رسالہ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۳۱۵ھ ص ۹۔۳۶)

مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی انجمن نعمانیہ کے ساتھ ساتھ "مدرسہ حمیدیہ" سے بھی وابستہ تھے۔ اور اس میں بھی تدریسی خدمات انجام دیتے اس مدرسہ کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

مدرسہ حمیدیہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے قائم کیا اور اس کو بانی ادارہ خلیفہ حمید الدین صاحب کے نام سے منسوب کیا۔ اس انجمن کی بنیاد خود خلیفہ حمید الدین نے ۱۸۸۴ء میں رکھی تھی۔ آپ کے ساتھ انجمن حمایت اسلام اور اس مدرسہ میں کئی علماء نے خدمات انجام دیں۔ سرفہرست مولانا غلام اللہ قصوری (م ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۲ء)، مفتی عبداللہ ٹونکی، مولانا محمد ذاکر بگوی (م ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء) صدر مدرس اور مولانا اصغر علی روحی (۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء) قابل ذکر ہیں۔ یہ مدرسہ ۱۹۱۰ء تک قائم رہا۔ غالباً" یہی خلیفہ حمید الدین انجمن نعمانیہ لاہور کے بانی رکن ہیں۔ آپ کا وصال غالباً" ۱۸۹۸ء سے قبل ہوا کیونکہ ۱۸۹۸ء کے سالانہ انجمن نعمانیہ کے جلسے میں ایک نظم مرزا ارشد گود گانی نے سنائی تو اس نظم میں خلیفہ حمید الدین صاحب کا ذکر کیا گیا اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے

یاد آجاتا ہے ہر وقت ہمیں روئے حمید
جلوہ گر دل میں ہوا ہے رخ نیکوئے حمید

قلب میں بیٹھا ہوا ہے اثر خوئے حمید
کاٹ شمشیر کرجائے ہیں ابروئے حمید

(تعارف دارالعلوم نعمانیہ ص ۳۳)

۷۵۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد ۹ ص ۳۱۹ مکتبہ رضویہ کراچی

۷۶۔ اختر راہی "تذکرہ علماء پنجاب" جلد اول ص ۱۸۶ مکتبہ رحمانیہ لاہور

۷۷۔ سید محمود احمد رضوی "سیدی ابوالبرکات" ص ۱۲۲ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ۹۔ ۱۹ء

۸۰۔ ایضاً" ص ۱۲۵

نوٹ

اعلی حضرت امام احمد رضا کے خلفاء نے مسلک حقہ کی ترویج میں بڑا اہم کردار ادا کیا بڑے بڑے مدارس قائم کئے اور نامور مدارس میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ لاہور میں دارالعلوم نعمانیہ شہرہ آفاق دینی درس گاہ تھی جس میں امام احمد رضا کے کئی خلفاء اور تلامذہ نے بحیثیت شیخ الحدیث خدمات انجام دیں۔ ان میں مفتی سید دیدار علی شاہ بھی ہیں جنہو نے ۱۳۳۰ھ میں اسی منصب کی ذمہ داری سنبھالی اس کے علاوہ اعلی حضرت کے ایک اور شاگرد اور خلیفہ مولانا مفتی محمد غلام جان قادری ہزاروی بھی ۱۳۴۰ھ کے بعد اس مدرسہ کے شیخ الحدیث بنے۔ تاریخ میں ایک اور نام حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی خاں بریلوی (م ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء) کا بھی ذکر ملتا ہے جو ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۳ء مدرسہ نعمانیہ کے شیخ الحدیث رہے۔ آپ اعلی حضرت کے تلامذہ میں سے ہیں کیونکہ قرآن مجید اور چند ابتدائی کتب آپ نے اعلی حضرت سے ہی پڑھی تھیں۔ آپ اعلیٰ حضرت کے چچا مولانا ہادی علی خاں

کے پوتے اور مفتی تقدس علی خاں کے چھوٹے بھائی ہیں' اس طرح اعلیٰ حضرت
کے تلامذہ اور خلفاء نے اس تاریخی مدرسہ کی بھرپور خدمات انجام دیں۔

انجمن نعمانیہ کے اس مدرسہ نے سب سے زیادہ ترقی اس وقت حاصل
کی جب مفتی غلام احمد ولد شیخ احمد (م ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۷ء) یہاں صدر مدرس
مفتی اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ اپنے
وقت کے فقیہ النفس تھے اگر انجمن کی روئداد اور ماہنامہ سے ان کے فتاوی
نکال کر مرتب کئے جائیں تو یہ ایک ضخیم فتاوی اہلسنت کو حاصل ہوگا۔ ان
حضرات کے علاوہ مفتی محمد یار خلیق فاروقی (م ۱۹۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء) نے بھی
اس مدرسہ میں مفتی اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمت انجام دی ہے۔

(مجید)

۷۹۔ مسجد وزیر خاں کی بنیاد لاہور میں نواب وزیر خاں نے شاہجہانی دور میں
۱۰۴۴ھ میں رکھی تھی اور جلد ہی ۱۰۵۱ھ میں یہاں مدرسہ بھی قائم کردیا گیا۔
نواب صاحب نے مدرسہ کی مالی اعانت کے لئے اپنی بڑی جائیداد وقف کردی
تھی اور اس اسلامی درس گاہ کے ہر شعبہ کو خوب مزین کردیا تھا۔ یہاں تک کہ
جلد سازوں، قلم کاروں اور کاتبوں کو دکانیں اور حجرے تک مہیا کئے گئے تھے۔
یہ مسجد اور مدرسہ اہل علم کی نگاہوں کو بہت متاثر کرتا تھا۔ چنانچہ دنیا بھر کے
سیاح اس کے حسن انتظام کو دیکھ کر محو حیرت رہ جاتے۔ سکھوں کے دور اقتدار
سے قبل تک بڑی شان و شوکت سے مدرسہ چلتا رہا مگر سکھوں نے اپنے دور
اقتدار میں اس کو مکمل برباد کردیا تھا۔ پھر دوبارہ جب مسلمانوں کا اس پر قبضہ
ہوا تو مسجد کی بہاریں تو واپس لوٹ آئیں مگر مدرسہ اس نہج پر دوبارہ نہ آسکا۔
آج بھی مسجد وزیر خاں کو لاہور میں ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے اور ہر
زمانے میں یہاں اکابر علماء خطیب مقرر ہوئے ہیں۔ انہیں میں مولانا سید دیدار
علی شاہ الوری اور آپ کے فرزند بھی شامل ہیں اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کے

ایک اور مستفتی اور لاہور شہر کے ہردلعزیز مفتی اور عالم دین حضرت مولانا
مفتی محمد اکرام الدین بخاری بھی شامل ہیں۔ ان دنوں مفتی خلیل احمد برکات
ابن ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ امام و خطیب کا فریضہ انجام دے
رہے ہیں۔

مسجد کے صحن میں حضرت شاہ اسحاق گازرونی قادری (م ۷۸۶ھ)
معروف بہ حضرت میراں بادشاہ کا مزار ہے اور مسجد کے باہر مشرقی دروازے کے
سامنے سید فیض بخش سہروردی (م ۷۸۶ھ) کا مزار ہے۔

۸۰۔ سید محمود احمد رضوی "سیدی ابوالبرکات" ص ۱۲۷ مطبوعہ لاہور

۸۱۔ ایضاً" ص ۱۳۲

۸۲۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنت" ص ۱۴۳ مکتبہ
قادریہ لاہور

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو سند خلافت مولانا سید
دیدار علی شاہ الوری کو دی تھی اس کا عکس آخر میں دیا جارہا ہے۔ یہ خلافت
حضرت کو اس وقت حاصل ہوئی جن دنوں آپ آگرہ کی اکبر آباد مسجد میں مفتی
اور خطیب کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ یہ عکسی تذکرہ اکابر اہلسنت کے
صفحہ ۱۴۴۔۱۴۵ سے لیا گیا ہے۔

۸۳۔ مولوی ظفر علی خاں دیوبندی عقائد کے پیرو کار تھے۔ آپ نے اپنا اخبار "
زمیندار" لاہور سے نکالا۔ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری نے جب مدرسہ "
حزب الاحناف" قائم کیا تو مولوی ظفر علی نے محض اعتقادی اختلاف کی بنا پر
آپ کے خلاف اپنے اخبار میں سوقیانہ نظمیں لکھیں۔ مولوی ظفر علی اکثر و بیشتر
سید دیدار علی اور دیگر علمائے اہلسنت کے خلاف ہجو گوئی سے کام لیتے مگر مولانا
سید دیدار علی جو امام احمد رضا کے صحبت یافتہ تھے اپنی جگہ ڈٹے رہے اور
مولوی ظفر علی خاں کی ہجو گوئی کا جواب راسخ الاعتقادی سے دیا۔ مولوی ظفر علی

کا اخبار تو بند ہوگیا مگر مولانا سید دیدار علی علیہ الرحمہ کا لگایا ہوا پودا "دارالعلوم حزب الاحناف" آج بھی دین کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔
مولوی ظفر علی خاں نے دارالعلوم دیوبند کی تعریف و توصیف میں جو نظم کہی تھی وہ "مشاہیر علمائے دیوبند" کتاب کے سرورق پر چھپی ہے۔

(مجید)

۸۴۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور" ص ۲۷۰ مطبوعہ لاہور

۸۵۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری ابن سید دیدار علی شاہ الوری ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ھ میں ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم الور میں مدرسہ قوت اسلام میں والد ماجد اور دیگر علماء سے حاصل کی اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے مدرسہ میں بھی تعلیم حاصل کی اور والد ماجد سے درس حدیث ۱۳۳۳ھ میں تکمیل کی۔ اپنے والد ماجد اور استاذ محترم مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے ساتھ بریلی شریف حاضر ہوئے۔ اعلی حضرت سے سند خلافت ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں حاصل کی اور کئی سال اعلی حضرت کے مدرسہ میں فتوی نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ فتاوی رضویہ کی جلد اول جب حسنی پریس بریلی میں طبع ہونا شروع ہوئی تو آپ ہی اس کام کی سرپرستی فرمارہے تھے۔ رسالہ سواد اعظم کا پہلا شمارہ بھی مراد آباد سے آپ کی ادارت میں جاری ہوا۔ آپ غالبا" ۱۹۲۳ء میں لاہور تشریف لائے اور یہاں اعلی حضرت کے مسلک حقہ کی ایک خلیفہ اور شاگرد کی حیثیت سے خدمات انجام دی اور مسلک کا بول بالا کیا۔ پہلے مسجد داتا گنج بخش پھر مسجد وزیر خاں اور پھر مدرسہ حزب الاحناف میں رہ کر ۵۰ سال تک لاہور اور دیگر پنجاب کے علاقوں میں خدمت دین کا فریضہ انجام دیا۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت میں مرکزی کردار ادا کیا۔ آپ کا وصال ۱۳۹۸ھ میں ہوا اور مزار مبارک حزب الاحناف مدرسہ

کے احاطے میں رہے۔

(ماخوذ۔ سیدی ابوالبرکات جلد ۲)

حزب الاحناف کے پہلے جلسے تقسیم اسناد میں جو ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں باغ بیرون دہلی دروازہ میں منعقد ہوا اس میں امام احمد رضا کے دونوں صاحبزادگان بھی شریک ہوئے تھے۔

نوٹ : مولانا ابوالبرکات کی تاریخ پیدائش تمام مورخین نے مختلف لکھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء سیدی ابوالبرکات ص ۱۴
۲۔ ۱۹۰۴ء تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۱۹
۳۔ ۱۳۱۵ھ تذکرہ اکابر علمائے اہلسنت ص ۳۹
۴۔ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء تذکرہ علمائے پنجاب جلد اول ص ۷۵
۵۔ ۱۹۰۱ء مطابق اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۷۸
۶۔ ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء تعارف علماء اہلسنت ص ۲۱

آپ کے بڑے بھائی ابوالحسنات کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۶ء ۱۳۱۴ھ ہے اس لحاظ سے ۱۳۱۳ھ تو ممکن ہی نہیں اور آپ ۱۳۳۳ھ میں فارغ ہوئے اور ۱۳۳۴ھ میں اعلی حضرت سے تمام سلاسل میں سند خلافت حاصل کی اس وقت آپ کی عمر ۱۵ سال ہونا چاہئے اس طرح قریب ترین تاریخ پیدائش ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء صحیح بنتی ہے جو مولانا صدیق ہزاروی صاحب نے تعارف علمائے اہلسنت میں لکھی ہے۔

(مجید)

۸۶۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "ذکر احباب و دعا احباب" بحوالہ "خلفائے اعلیٰ حضرت" مصنف محمد صادق قصوری و مجید اللہ قادری ص ۵ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۹۲ء

۸۷۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد ششم ص ۱۲۶ مکتبہ رضویہ کراچی

۸۸۔ ایضاً" ص ۱۲۶

۸۹۔ ایضاً" ص ۱۲۹

۹۰۔ ایضاً" جلد ۱۲ ص ۱۵۶ رضا اکیڈمی انڈیا

۹۱۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرۃ" بحوالہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۳۰۱۔۳۰۶ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۸۸ء

۹۲۔ ایضاً" ص ۳۲۷۔۳۲۶

۹۳۔ مولوی سید برکات احمد ٹونکی ریاست ٹونک کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد مولانا حکیم سید دائم علی مرید و خلیفہ شاہ امداد اللہ مہاجر مکی والی ریاست ٹونک کے استاذ طبیب اور آخری وزیر اعظم تھے۔ مولانا برکات صاحب نے علوم عقلیہ حضرت مولانا عبدالحق خیر آبادی سے حاصل کئے اور حدیث اپنے ماموں مولانا محمد ایوب پھلتی سے پڑھیں۔ آپ نے بھی ٹونک کے طبیب خاص کی حیثیت سے خدمات انجام دی۔ جملہ علوم و فنون کے مسلم استاذ یعنی استاذ الکل تھے آپ حضرت کمال اللہ شاہ عرف مچھلی شاہ حیدر آبادی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۳۴۷ھ میں ٹونک میں ہوا۔

حکیم سید البرکات احمد پر ایک کتاب سیرت اور علوم کے حوالے سے آپ کے صاحبزادہ 'حکیم محمود احمد برکاتی' صاحب نے لکھی ہے جس کو برکات اکیڈمی کراچی نے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا۔ کتاب کے مصنف اپنے والد ماجد کی اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام صرف ایک بار زبان پر آیا تھا اور وہ ایک خط میں (مولانا حافظ احمد موسیٰ امام مسجد ناخدا کلکتہ کے اصرار پر) مجھ کو نہ مولوی احمد رضا خاں صاحب سے بحث ہے نہ اہل دیوبند سے کچھ تعرض، میرے عقائد، عقائد سلف ہیں اس سے اصلاً" تجاویز نہیں کرتا۔ آج تک میں نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تصانیف نہیں دیکھیں۔ البتہ یہ سنتا ہوں کہ یہ اس عقیدے میں مشہور ہیں۔ تفصیل ان کے عقیدے کی آج تک مجھ کو معلوم نہیں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔)

(حکیم سید البرکات احمد ص ۱۸۵)

امام احمد رضا خاں اپنے ہم عصر مولوی برکات احمد صاحب کے عقائد اور معاملات سے متعلق اپنے ایک مکتوب (۱۳۳۴ھ بنام مولوی ظفر الدین قادری بہاری میں رقم طراز ہیں۔

"دیوبندیوں کے پیچھے نماز درست نہ ہونے کا یہ اشتہار جس میں مولوی برکات احمد صاحب کی تحریر ہے۔ غنیمت ہے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ رفتہ رفتہ آملیں۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۷۰ مکتوب نمبر ۱۷)

۹۴۔ محمد امیر شاہ قادری "تذکرہ علماء و مشائخ سرحد" جلد دوم ص ۳۳۹۔۳۴۰ عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور ۱۹۷۲ء

۹۵۔ ایضاً" ص ۳۴۱

۹۶۔ ایضاً" ص ۳۴۴

۹۷۔ محمد صادق قصور و مجید اللہ قادری "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" ص ۲۸۰ مطبوعہ کراچی

۹۸۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد سوم ص ۶۶۷ مطبوعہ

لاہور

۹۹- مولانا عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنت" ص ۳۰۰ مطبوعہ لاہور

۱۰۰- امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد ششم ص ۱۰۱ مطبوعہ کراچی

۱۰۱- مولانا عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنت" ص ۲۳۳ مطبوعہ لاہور

۱۰۲- امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد دوم ص ۳۵۴ مطبوعہ کراچی

۱۰۳- ایضا" جلد ہشتم ص ۳۱۷ مطبوعہ کراچی

۱۰۴- مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنت" ص ۱۷ مطبوعہ لاہور

۱۰۵- مفتی عبدالقیوم ہزاروی (پ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء) تلمیذ رشید مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری "دارالعلوم "حزب الاحناف" کے فارغ التحصیل ہیں اور ان دنوں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے سرپرست اعلی اور مہتمم ہیں۔

آپ نے ۱۰ سال قبل ۱۹۸۸ء میں لاہور میں ایک ادارہ "رضا فاؤنڈیشن" قائم کیا اور اس کے تحت علماء کا ایک بورڈ بنایا جس کے آپ سربراہ ہیں۔ یہ بورڈ "فتاوی رضویہ" کو دوبارہ ایڈٹ کررہا ہے۔ اس میں موجود عربی اور فارسی عبارات کے ترجمے کے ساتھ ہی ساتھ تخریج اور پیراگرافی بھی کی جارہی ہے۔

اب تک اصل "فتاوی رضویہ" کی ابتدائی چار جلد یعنی اول، دوم، سوم اور چہارم کو آپ نے ۱۰ ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے اور اب فتاوی رضویہ کی جلد پنجم پر کام جاری ہے چنانچہ ۱۱ویں جلد بھی شائع ہوگئی۔ اس گیارہ جلدوں میں آپ نے امام احمد رضا کا مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتوی **"الجلی الحسن فی حرمتہ ولد اخی اللبن"** (۱۳۳۰ھ) بھی شامل کرلیا ہے جو پہلے فتوی رضویہ

میں شامل نہیں تھا اور انجمن نعمانیہ کے چوبیسویں اجلاس کی روداد میں شائع ہوا تھا۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے بھی پچھلے سال ۱۹۹۶ء میں اس رسالے کو شائع کیا گیا تھا۔

(مجید)

۱۰۶- روئداد چوبیسواں سالانہ جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور ص ۸۸ مطبوعہ لاہور

۱۰۷- ایضا" ص ۸۷

۱۰۸- امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "الجلی الحسن فی حرمتہ ولد اخی اللبن" ص ۱۷-۱۹ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۹۶ء

۱۰۹- ایضا" ص ۳۳-۳۴

۱۱۰- امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "الدلائل القاهره علی لکفرة النیاشرة" بحوالہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۲۸۳ مطبوعہ لاہور

۱۱۱- پروفیسر محمد صدیق "پروفیسر محمد حاکم علی" ص ۱۹ مطبوعہ لاہور

۱۱۲- حضرت خواجہ سید خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاں بن خواجہ سید شریف الدین ۹۶۵ھ بخارا میں پیدا ہوئے۔ بخارا میں تعلیم حاصل کی۔ آپ عہد مغلیہ میں دہلی، آگرہ اور لاہور میں اکبری امراء کو دعوت دیتے رہے۔ کشمیر میں تدریس علوم اسلامیہ کا مرکز قائم کیا پھر لاہور تشریف لے آئے اور یہاں تدریسی کام کی بنیاد ڈالی۔ آپ کا وصال ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں ہوا اور بیگم پورہ لاہور میں تدفین ہوئی اور آپ کا مزار اور درگاہ مرجع خلائق ہے۔

(ماخوذ تذکرہ حضرت ایشاں مولف اخلاق احمد)

۱۱۳- اختر راہی "تذکرہ علماء پنجاب" جلد دوم ص ۱۵۱ مطبوعہ لاہور

۱۱۴- مولانا عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنت" ص ۲۸۹ مطبوعہ لاہور

۱۱۵- مفتی تقدس علی خاں بیان کرتے تھے کہ میں اپنے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا کرتا تھا کہ جب مولوی حاکم علی بریلی تشریف لاتے تو مولوی صاحب اور

اعلیٰ حضرت مختلف سائنسی آلات کو کنویں میں معلق کر کے حرکت زمین کے متعلق تجربات کرتے تھے اور مسئلہ پر مدلل بحث ہوا کرتی تھی۔

(بحوالہ معارف رضا ۳۰۶ شمارہ سوم ۱۹۸۳ء)

اس کے علاوہ مولانا حسنین رضا خاں قادری بریلوی (المتوفی ۱۴ دسمبر ۱۹۸۰ء) ابن مولانا حسن رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء) بھی اپنی یاداشتوں میں پروفیسر حاکم علی صاحب کی امام احمد رضا سے سائنسی موضوعات پر بحث و مباحثہ کا ذکر فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"لاہور کالج کے پروفیسر حاکم علی صاحب نے جب یہ سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ سائنس بھی خوب جانتے ہیں تو آپ جو اس وقت کالج کے پرنسپل بھی تھے سائنس کے بعض مسائل جس میں وہ خود الجھے ہوئے تھے وہ ان مسائل پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے چھٹی لے کر بریلی شریف لائے اور ان مسائل کے متعلق روزانہ وہ کسی سائنس کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کرتے تھے۔ تقریباً" ایک مہینے تک تبادلہ خیال کیا۔"

(معارف رضا ص ۳۰۷ شمارہ سوم ۱۹۸۳ء)

۱۱۶۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی بحوالہ رسائل رضویہ جلد دوم ص ۸۰ مطبوعہ لاہور۔

۱۱۷۔ ایضاً" ص ۸۱

نوٹ : پروفیسر حاکم علی نے اپنا فتویٰ اور اعلیٰ حضرت کے فتوے کو لاہور سے شائع ہونے والے اخبار "روزنامہ پیسہ" کے شمارہ بتاریخ ۳ دسمبر ۱۹۲۰ء میں شائع کروایا تھا اس مضمون میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ مولوی حاکم علی صاحب نے اشرف علی تھانوی کو سرغنہ دیوبند قرار دیا اور خود توبہ کی کہ اب کبھی ان کی طرف معاملات میں رجوع بھی نہ کیا جائے گا اس اخبار کا اقتباس ملاحظہ کیجئے

"خیر الحمد للہ کہ بتاریخ یکم نومبر ۱۹۲۰ء عالی جناب موید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی کا فتویٰ موصول ہوا۔ میرے فتوے کی پوری پوری تصدیق ہوگئی بلکہ بہت کچھ مزید درج ہے۔ اس سے مجھے ٹھیک پتہ لگا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب تو سرغنہ دیوبند ہیں۔ یا اللہ میری توبہ مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرادی ہے۔ اب میں بر سر مطلب آتا ہوں۔ وہ خط مبارک جو شاہ صاحب کے فتوے کے ساتھ لف تھا حسب ذیل ہے۔ (خط کا اقتباس ملاحظہ کیجئے)

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ کریم" مکرم کرم فرمائے جناب مولوی حاکم علی صاحب (بی۔ اے) سلمہم بعد اہدائے ہدیہ مسنونہ ملتمس۔ کل ۱۱ بجے آپ کا فتویٰ آیا اس وقت سے شب کے ۱۲ بجے تک اہم ضروریات کے باعث ایک حرف لکھنے کی فرصت نہیں ہوئی۔ آج صبح وظائف کے بعد یہ جواب املا فرمایا امید ہے کہ مجموعہ فتاویٰ کی نقل کے بعد آج ہی ڈاک سے مرسل ہو اور مولائے تعالیٰ قادر کہ کل ہی آپ کو پہنچ جائے۔

(فقیر مصطفےٰ رضا قادری)

روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۳ دسمبر ۱۹۲۰ء ص ۳۔۴

(بحوالہ معارف رضا شمارہ سوم ۱۹۹۳ء ص ۳۱۷)

(مجید)

۱۱۸۔ ایضاً" ص ۸۷

۱۱۹۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد نہم ص ۱۷۵۔۱۷۶ مطبوعہ کراچی

۱۲۰۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کسی بھی رسالے کی تصنیف سے قبل جو خطبہ لکھتے ہیں تو اس خطبے میں موضوع کے لحاظ سے اصطلاحات استعمال کرتے ہیں اور حمد و نعت ہی کے صیغوں میں دو ٹوک جواب دے دیتے ہیں چنانچہ اس

خطبے میں بھی آپ نے اپنی انفرادیت کو قائم رکھا اور چند لفظوں میں حمد و ثنا کے ہی کلمات میں دوٹوک سوال کا جواب بھی دے دیا۔ خطبہ ملاحظہ کیجئے:

"**الحمد للہ الذی بامرہ قامتہ السماء و الارض**" یعنی تمام تعریفیں اسی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے جس کے حکم سے آسمان اور زمین دونوں ساکن کھڑے ہیں۔"

یہ ہی دراصل مولوی حاکم علی کے سوال کا جواب اور ان کی فکر کا رد ہے کہ زمین گردش میں ہے امام احمد رضا نے اس خطبہ کی حمد میں ہی لکھ دیا کہ زمین و آسمان دونوں اللہ کے حکم سے قائم ہیں اور ساکن ہیں البتہ جو سیارے ستارے ان کے درمیان ہیں وہ گردش کررہے ہیں مگر یہ دونوں ساکن ہیں۔
امام احمد رضا اس ضمن میں منفرد اور ممتاز ہیں۔

(مجید)

۱۲۱۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد نہم ص ۱۷۶-۱۹۱ مطبوعہ کراچی

۱۲۲۔ میاں اخلاق احمد "میرجان کابلی" ص ۸۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۱۲۳۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور" ص ۲۸۶ مطبوعہ لاہور

۱۲۴۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "**المحجتہ الموتمنتہ فی ایتہ الممتحنتہ**" مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم ص ۸۷-۹۰ مطبوعہ لاہور

۱۲۵۔ ایضا" ص ۹۱-۲۱۰

۱۲۶۔ بزم حنفیہ کا قیام غالبا" انجمن نعمانیہ لاہور کے بعد عمل میں آیا لیکن اس بزم کے تحت کوئی مدرسہ 'یا دارالعلوم قائم نہیں ہوسکا۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس زمانے میں جو بھی بزم' جماعت' انجمن یا ادارہ اہلسنت و جماعت کی طرف سے قائم ہوتا اس کا نام نعمان یا حنفیہ کے ساتھ منسوب کیا جاتا تھا تاکہ

اپنا مذہب واضح کیا جائے اور مسلمانوں کو دیگر مذاہب اور مرتد فرقوں سے آگاہ کیا جائے۔ کیونکہ دیگر فرقے بھی اپنے آپ مسلمان کہہ کر ہی مسلمانوں کو ورغلاتے تھے فقیر کی نظر سے فتاوی رضویہ ہی میں ان دو ناموں سے منسوب کئی ادارے نظر سے گزرے دہلی' گجرات' کاٹھیاواڑ' لاہور' بنارس' پٹنہ' وغیرہ میں بھی ان ہی نام کی بزمیں قائم تھیں۔

کراچی میں بھی "مجلس الاحناف" کے نام سے ایک انجمن ۱۹۱۳ء مطابق ۱۳۳۲ھ میں مولانا الحاج شاہ غلام رسول القادری (م ۱۹۷۱ء) کی سرپرستی میں قائم کی گئی اس کا آفس "مسجد قصابان" صدر کراچی میں قائم کیا گیا اس انجمن کی طرف سے ایک استفتاء بھی ۱۳۳۴ھ میں اعلی حضرت کو ارسال کیا گیا جو فتاوی رضویہ کی جلد ۱۲ ص ۲۴۵ پر موجود ہے۔ فقیر کے پاس انجمن کے قواعد و ضوابط بھی موجود ہیں اس کی چند شق کا ذکر یہاں اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ آج کے دور کی بھی ضرورت ہے۔

۱۔ اولا" ہر رکن کا انجمن کا ظاہرا" و باطنا" متبع شریعت غراء محمدیہ' صحیح الاعتقاد' خالص سنی و حنفی ہونے پر اقرار کرے۔

۲۔ تقاریب شادی و غمی میں ہر رکن انجمن کو ایک مجلس وعظ و مولود کرنا ہوگا جیسا کہ معمول ہے اور یہ اسوہ حسنہ و ترویج مستحبہ ہے۔

۳۔ اس مجلس کے ۱۳۶ اراکین کے نام کے ساتھ حنفی لکھا ہوا ہے۔ (مجید)

۱۲۷۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد ۱۲ مطبوعہ انڈیا ص ۱۴۱۔

۱۲۸۔ ایضا" جلد ہشتم ص ۱۰۸ مطبوعہ کراچی

۱۲۹۔ ایضا" جلد یازدہم ص ۲۷۸ مطبوعہ کراچی

۱۳۰۔ ایضا" جلد یازدہم ص ۱۹۵-۲۶۰ مطبوعہ کراچی

۱۳۱۔ بیگم شاہی مسجد مغلیہ خاندان کی ملکہ خاتون اکبر بادشاہ' مریم زمانی نے ۱۶۱۴ء

مطابق ۱۰۲۳ھ میں شاہی قلعہ کے مشرقی دروازے کے سامنے تعمیر کروائی تھی۔ قدیم شہر کا مستی دروازہ اس مسجد کی نسبت سے مسجدی دروازہ کہلاتا ہے مگر اب مستی دروازہ سے مشہور ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں اس مسجد پر سکھوں نے قبضہ کرلیا اور اسے بارود خانہ بنادیا۔ ۱۸۵۰ء میں انگریز ڈپٹی کمشنر میجر میگریگز نے اسے دوبارہ مسلمانوں کے حوالے کردیا۔ مسجد کے دروازے پر یہ شعر آج بھی کندہ ہیں اور راقم نے خود دیکھے ہیں

شاہ عالمگیر نور الدین محمد بادشاہ
باد یارب در جہاں روشن چو نور

اسی طرح شمالی دروازے پر مندرجہ ذیل اشعار مسجد کی سنگ بنیاد کا پتہ دیتے ہیں۔

منت ایزد کہ آخر گشت کار ابتداء
ہم بتوفیق خدا و حکم صاحب مندی

حضرت مریم زمانی بانی ہذا المکان
کز عنایت الٰہی ساختہ جائے ہدی

از پئے تاریخ ختم اس بنائے چوں بہشت
فکرمی کردم کہ آخر یافتم خوش مسجدے ۱۰۳۳ھ

(تذکرہ اہلسنت لاہور ص ۲۲۴)

بیگم شاہی مسجد کی متولیہ "ماں جیواں" حضرت مولانا عبدالقادر المعروف غلام قادر بھیروی کے وعظ سے بہت متاثر ہوئیں۔ مولانا بھیروی ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی سے جب لاہور تشریف لائے اور بھاٹی دروازے کے اندر اونچی مسجد میں خطابت کا آغاز کیا تو اس نیک بی بی نے جو مالدار اور لاولد تھی مولانا غلام

قادر بھیروی کو نہ صرف اپنی مسجد بیگم شاہی میں خطیب مقرر کرلیا بلکہ مسجد کی تولیت بھی آپ کے سپرد کردی۔ مولانا بھیروی اسی مسجد سے ۱۸۷۲ء میں منسلک ہوئے۔ مولانا غلام قادر بھیروی کا انجمن نعمانیہ سے بھی گہرا تعلق رہا اور وہاں غالباً" اول شیخ الحدیث آپ ہی تھے۔ مولانا بھیروی بدمذہبوں پر بہت سخت تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس مسجد کے باہر یہ عبارت کندہ کرا رکھی تھی :

"باتفاق انجمن حنفیہ و حکم شرعی شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی' رافضی' نیچری' مرزائی' مسجد ہذا (بیگم شاہی) میں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفی کوئی بات نہ کرے۔"

(فقیر غلام قادر عفی عنہ متولی بیگم شاہی مسجد)

مولانا کی یہ بات مسجد کی لکھائی تک محدود نہ تھی بلکہ جب بھی کوئی بداعتقاد بغرض فساد اندر گھس آتا مولانا اسے باہر نکال دیتے اور مسجد کا فرش تک دھلواتے۔ اگر کوئی گستاخ رسول کرتا اسے دھکا مار کر نکال دیتے۔ مسجد ہذا کی تولیت اب بھی آپ کے خاندان میں جاری ہے۔ آپ کا وصال ۱۳۲۷ھ میں ہوا اور مزار مسجد کے احاطہ میں ہی بنایا گیا ہے۔ مزار پر جو کتبہ ہے اس پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے جو آپ کے علم و فضل اور تقویٰ طہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"استاذ العلماء' شمس الفضلاء' عمدۃ المحققین' زبدۃ العارفین' سراج السالکین حامی سنن' ماحی بدعت حضرت مولانا و اسنن مولوی عبدالقادر صاحب رحمتہ اللہ علیہ المعروف مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ قریشی' ہاشمی' چشتی' صابری' سیالوی' بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز وصال مبارک ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۸ء پیش کردہ خلیفہ محمد یار ابن خلیفہ اول۔"

(تذکرہ علماء اہلسنت لاہور ص ۲۳۲)

۱۳۲۔ اندرون سندھ کی ایک خانقاہ بھرچونڈی شریف ضلع سکھر میں ڈہرکی کے

قریب واقع ہے۔ وہاں کے اول سجادہ نشین حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ قادری المعروف بہ شیخ الثانی (م ۱۳۴۶ھ) نے ہجرت سے متعلق ایک استفتاء بزبان فارسی ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ) میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز' کو ارسال کیا جو فتاوی رضوی کی جلد دہم حصہ دوم ص ۳۱۵ پر دیکھا جاسکتا ہے۔ استفتاء میں حضرت عبداللہ قادری علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا خاں کو تاج الفقہا' غیاث الاسلام' مجدد مائتہ حاضرہ جیسے القاب سے یاد کیا۔

امام احمد رضا نے فارسی میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "**بحمد للہ تعالی ہند و سندھ تاحال دارالاسلام است۔ کما حققنا فی رسالتنا "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام"** (۱۳۰۶ھ)۔

لاہور ہی سے تعلق رکھنے والے ایک اور مستفتی میاں تاج الدین کا ایک استفتاء بھی ہجرت سے متعلق بریلی شریف بھیجا گیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت نے ہندوستان کو "دارالاسلام" ہی قرار دیا یہ استفتاء اور فتوی فتاوی رضویہ کی جلد ششم کے ص ا پر درج ہے میاں تاج الدین نے محلہ ساوھواں لاہور سے ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ میں یہ استفتاء روانہ کیا تھا۔

(مجید)

۱۳۳۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد دہم ص ۳۱۲۔۳۱۳ مطبوعہ کراچی

۱۳۴۔ ایضاً" جلد ششم ص ۸۶۔۸۹

۱۳۵۔ ایضاً" ص ۸۹۔۹۱

۱۳۶۔ اختر راہی "تذکرہ علمائے پنجاب" جلد اول ص ۴۲۰۔۴۲۱ مطبوعہ لاہور

۱۳۷۔ عابد حسین شاہ "امام احمد رضا کے مستفتی مولانا غلام جیلانی" معارف رضا ۱۹۹۰ء ص ۱۲۵

۱۳۸۔ ایضاً" ص ۱۲۶

۱۳۹۔ ایضاً" ص ۱۲۶

۱۴۰۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد پنجم حصہ سوم ص ۸۷ مطبوعہ کراچی

۱۴۱۔ ایضاً" ص ۸۷۔۸۸

۱۴۲۔ ایضاً" جلد ۴ ص ۶۰۱

۱۴۳۔ ایضاً" جلد ہفتم ص ۲۴۔۲۵

۱۴۴۔ ایضاً" جلد ہشتم ص ۲

۱۴۵۔ ایضاً" جلد ہشتم ص ۳۱۷۔۳۱۸

۱۴۶۔ ایضاً" جلد ہفتم ص ۱۶۔۱۷

۱۴۷۔ ایضاً" جلد نہم ص ۳۷۴

۱۴۸۔ ایضاً" جلد دہم حصہ دوم ص ۲۷۳

۱۴۹۔ ایضاً" جلد ہشتم ص ۱

۱۵۰۔ روزنامہ اخبار "پیسہ" لاہور شمارہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۱ء

کتابیات

۱۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد اول تا دو از دہم مطبوعہ کراچی

۲۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "ذکر احباب و دعائے احباب

۳۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "الدلائل القاهره علی الکفوة الناشرة مطبوعہ لاہور

۴۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "رسائل رضویہ جلد اول مطبوعہ لاہور

۵۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "رسائل رضویہ جلد دوم مطبوعہ لاہور

۶۔ امام احمد رضا محدث بریلوی "المحجته الموتمنته فی ایته الممتحنته" مطبوعہ لاہور

۷۔ امام احمد رضا محدث بریلوی " الجلی الحسن فی حرمته ولد اخی اللبن" مطبوعہ کراچی

۸۔ اختر راہی "تذکرہ علمائے پنجاب جلد اول، دوم مطبوعہ لاہور

۹۔ اقبال احمد فاروقی "تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور مطبوعہ کراچی

۱۰۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری، قرآن سائنس اور امام احمد رضا" مطبوعہ کراچی

۱۱۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام احمد رضا اور علمائے بہاولپور، " " " " " "

۱۲۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری، مولانا نقی علی خاں بریلوی" مشمولہ معارف رضا شمارہ ۱۳۔ ۱۹۹۳ء

۱۳۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان " " " " " " شمارہ ۱۷۔ ۱۹۹۷ء

۱۴۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری، فتاوی رضویہ کا موضوعاتی جائزہ مطبوعہ کراچی

۱۵۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری، امام احمد رضا اور علمائے سندھ مطبوعہ کراچی

۱۶۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہلسنت" مطبوعہ لاہور

۱۷۔ مولانا محمد امیر شاہ قادری "تذکرہ علماء و مشائخ سرحد" مطبوعہ پشاور

۱۸۔ محمد صادق قصوری و ڈاکٹر مجید اللہ قادری "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی

۱۹۔ میاں اخلاق احمد "میرجان کابلی" مطبوعہ لاہور

۲۰۔ مانا میاں قادری "سوانح اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی

۲۱۔ محمود احمد رضوی "سیدی ابوالبرکات" مطبوعہ لاہور

۲۲۔ محمود احمد قادری "تذکرہ علمائے اہلسنت" مطبوعہ انڈیا

۲۳۔ محمد صدیق ہزاروی "تعارف علمائے اہلسنت" مطبوعہ لاہور

۲۴۔ حکیم محمود احمد برکاتی "حکیم سید احمد برکات" مطبوعہ کراچی

۲۵۔ مولانا محمد ظفرالدین قادری بہاری "حیات اعلیٰ حضرت" کراچی

۲۶۔ شاہ حسین گردیزی "تجلیات مہر انور" مطبوعہ گولڑا شریف

۲۷۔ ڈاکٹر گوہر نو شاہی "لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات" مطبوعہ لاہور

۲۸۔ قاضی عبدالنبی کوکب "مقالات یوم رضا" مطبوعہ لاہور

۲۹۔ محمد حسنین رضا قادری "سیرت اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی

۳۰۔ مولانا فیض احمد فیض "مہرمنیر" مطبوعہ گولڑہ شریف

۳۱۔ عبدالحئی چشتی "مکتوبات طیبات" مطبوعہ لاہور

۳۲۔ سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" مطبوعہ لاہور

۳۳۔ عابد حسین شاہ "امام احمد رضا کے مستفتی مولانا غلام جیلانی" مشمولہ معارف رضا شمارہ دہم مطبوعہ لاہور

۳۴۔ مجید اللہ قادری "یادگار سلف" مطبوعہ کراچی
۳۵۔ مولانا نور محمد قادری "تعارف دارالعلوم نعمانیہ" مطبوعہ لاہور
۳۶۔ پروفیسر محمد صدیق، پروفیسر حاکم علی" مطبوعہ لاہور

جرائد، اخبار، رسائل

معارف رضا ایڈیٹر مجید اللہ قادری شمارہ نہم ۱۹۸۹ء
معارف رضا ایڈیٹر مجید اللہ قادری شمارہ دہم ۱۹۹۰ء
معارف رضا ایڈیٹر سیدی ریاست علی قادری شمارہ سوم ۱۹۹۳ء
روزنامہ پیسہ لاہور شمارہ ۳ دسمبر ۱۹۲۰ء
روزنامہ پیسہ لاہور شمارہ ۔۔۔۔، ۲ نومبر ۱۹۲۱ء
ہفت روزہ خطیب دہلی شمارہ ۔۔۔۔۔، ۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء
رسالہ انجمن نعمانیہ سال اول تا سال پنجم مطبوعہ لاہور

سال اول
رسالہ
انجمن نعمانیہ
لاہور
مطبوعہ مطبع منشی فخرالدین
لاہور

فان حزب اللہ ھم الغالبون

رسالہ سوم مشعر حالات

مدرسہ علوم اسلامیہ لاہور

ان الدین عند اللہ الاسلام

جو

بسرپرستی انجمن خادم علوم اسلامیہ

عرف نعمانیہ

سنہ ۱۳۰۵ ہجری سے لاہور میں جاری ہے معہ کارروائی ہائے انجمن مذکور

بابت سال سنہ ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ ہجری

مطابق

سالم سال سنہ ۱۸۹۱ و ۹۲ و ۹۳ء

مرتبہ عاکف باب صمد تاج الدین احمد عفی عنہ مختار چیف کورٹ

پنجاب و مشیر انجمن مذکور بامداد دیگر اراکین انجمن

مطبع منظر لاہور میں باہتمام مرزا امداد علی رسا مینیجر طبع ہوا

فہرست اسماء گرامی ممبران انجمن

مولوی مولانا غلام محمد صاحب امام مسجد شاہی لاہور میر مجلس۔

مولوی نور احمد صاحب امام مسجد کلاں انارکلی نائب میر مجلس و مدرس اول مدرسہ رحیمیہ انارکلی۔

مولوی غلام دستگیر صاحب قصور والے رکن میر مجلس۔

مولوی عبد اللہ صاحب ٹونک والے پروفیسر عربی کالج لاہور۔

مولوی مفتی ولی محمد صاحب ملک العلماء شمس الفضلاء فخر ہند و پنجاب۔

مولوی عبد العلی صاحب قاری امرتسر والے۔

مولوی غلام مصطفے صاحب مدرس عربی کالج لاہور۔

مولوی یار محمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ۔

حاجی مولوی عبد الحکیم صاحب امام مسجد خراسیاں

مولوی غلام حیدر صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ

مولوی حافظ وزیر محمد صاحب امام مسجد سنہری

مولوی محمد دین صاحب - مولوی جماعت علی شاہ صاحب

مولوی عزالدین صاحب مدرس یونیورسٹی پنجاب - حافظ شہاب الدین صاحب امام مسجد ٹولیان

مقاصد انجمن اسلامیہ نعمانیہ لاہور

اول - ارکان اسلام کا استحکام -

دویم - اہل اسلام کے اخلاق اور معاشرت کے تہذیب علےٰ قانون شرعیہ

سویم - علوم عربیہ اسلامیہ کو جو اس ملک مین کالعدم ہو گئے مین سرسبز کرنا -

چہارم - عموماً اسلام اور خصوصاً ملت حنفی کی تائید کرنی

پنجم - رسوم خلاف شرع کے انسداد کی کوشش

ششم - اہل اسلام مین باہمی اتفاق کی کوشش

ہفتم - حکام وقت کیخدمت مین مفاد اسلام کے متعلق باادب گذارشات

ہشتم - قومی ہمدردی کارروائیون مین بے ریائی کا نمونہ دکھلانا

نہم - اغراض صدر حاصل کرنے کے لئے علوم اسلامیہ کی اعلےٰ التعلیم کا ایک مدرسہ قایم کرنا جسمین بلا تفریق کے شائقان علم دین کو پوری وجہ تک تعلیم حاصل ہونے سے اور حسب ضرورت خوراک یا سامان کتب وغیرہ سے بھی امداد کیجاوے +

دہم - اس مدرسے کے ابتدائی حصے مین مسلمان بچونکو حنفی فقہ کی تعلیم دینا اور اعمال شرعیہ کی پابندی

---

۲۴ - ۱۵ اپریل ۱۸۹۶ء کو ایک جلسہ خاص جمع ہوا جسمین علمائے گرامی قدر کے جمعیت تہی اور جسمین وہ تمام مطبوعہ اعتراضات جو منجانب جناب مولوی احمد رضا صاحب بریلوی و جناب مولوی عبد القادر صاحب بدایونی مجلس ندوۃ العلماء پر کئے گئے ہین پیش ہوئے بعد مفصل بحث و تقریر کے بالاتفاق حاضرین نے اپنی رائے قلمبند فرما کر حوالہ تاج الدین احمد کی - کہ جلسہ مذکور مین شریک ہو کر بخدمت جناب مولنا محمد علی صاحب ناظم پیش کرے -

۲۵ - حسب تجویز جلسہ منعقدہ تاریخ صدر - تاج الدین احمد - حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب بمقام بریلی شریک جلسہ

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰالِبُوْن

سالانہ رسالہ ۱۳۱۳ھ

انجمن خادمِ علومِ اسلامیہ

عُرف نعمانیہ لاہور

جسکی سرپرستی میں مدرسہ علوم اسلامیہ دس سال سے جاری ہے
مشعر حالات از جولائی ۱۸۹۵ء لغایت اخیر جون ۱۸۹۶ء
مرتبہ عاکف باب صمد تاج الدین احمد عفی عنہ مختار چیف کورٹ پنجاب
و معاون مشیر انجمن مذکور

مطبع مصطفائی لاہور مین باہتمام حافظ محمد الدین
مالک کے طبع ہوا

اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لهم الیك اسناد الحمد و نهایة سلاسل الثنا صل علی حبلك الموصول المتصل الغیر
م مرسلك المرفوع بوصلك فوق كل مرتفع و علی اله و صحبه خیر ال و صحب و رواة
و حدیثه طرق الوصول الی ساحته الرحب و بعد فسلام علیكما و رحمة اللہ و بركا
سید الفاضل و الجید الفاصل ذا الفخر السمی و القدر العلی مولینا المولوی
ابا محمد دیدار علی العلوی الحیدری الرضوی الالوری مفتی اكبرا باد اباد
ل الفساد و ایده بالسداد و الرشاد و نجله الاسعد الارشد الامجد الاحمد
الف و ثلثمائة و سبع و ثلثین من هجرة سید الانام علیه و علی اله و صحبه و ابنه و حزبه افضل الصلاة و السلام
قاله بفیه و رقمه بقلمه عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری
البركاتی غفر اللہ له ما مضی من سیاته و ما یاتی امین و الحمد للہ رب العلمین

مولوی تاج الدین احمد صاحب مختار چیف کورٹ پنجاب معاون مہتمم — حاجی چراغ دین نائب مہتمم
حافظ رحیم بخش ملازم گورنمنٹ پریس لاہور نائب مہتمم — حافظ چراغ دین صاحب امین مجلس
سید مظہر حسین صاحب مدرس گورنمنٹ سکول محاسب — حافظ نور احمد صاحب امام مسجد سنہری لاہور نایب محاسب

انکے علاوہ حضرات ذیل سب انجمن منتظمہ کے اراکین ہین۔

خلیفہ حافظ محمد بخش صاحب امام مسجد بوہڑ والی رکن — منشی غلام حسین صاحب سابق اوورسیر نہر حال پنشنیر و رئیس لاہور
میان چراغ الدین صاحب ٹھیکہ دار بارکماشری رئیس لاہور رکن — مولوی فاضل فضل الدین صاحب وکیل چیف
منشی محمد جواہر صاحب ٹھیکہ دار ذخیرہ جات حویلی میان خان رکن — منشی محمد الدین صاحب ملازم مسٹر ہینگز صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب
مفتی عبد الرحیم صاحب نائب محافظ دفتر ضلع لاہور۔ رکن — میان محمد حسن صاحب خلف خلیفہ الہی بخش صاحب رکن
مولوی شرف الدین صاحب سابق اوورسیر لاہور رکن — سید رحمت علی شاہ صاحب رکن
میان غلام محمد صاحب پشاوری کلاہ فروش رکن — خلیفہ محمد ہاشم صاحب دفتری رکن

ہماری دیگر کتب
غنیۃ الطالبین
موطا امام محمد
احیاء علوم الدین
مصباح السالکین
پروگریسو بکس
نفحات الانس
پروگریسو بکس